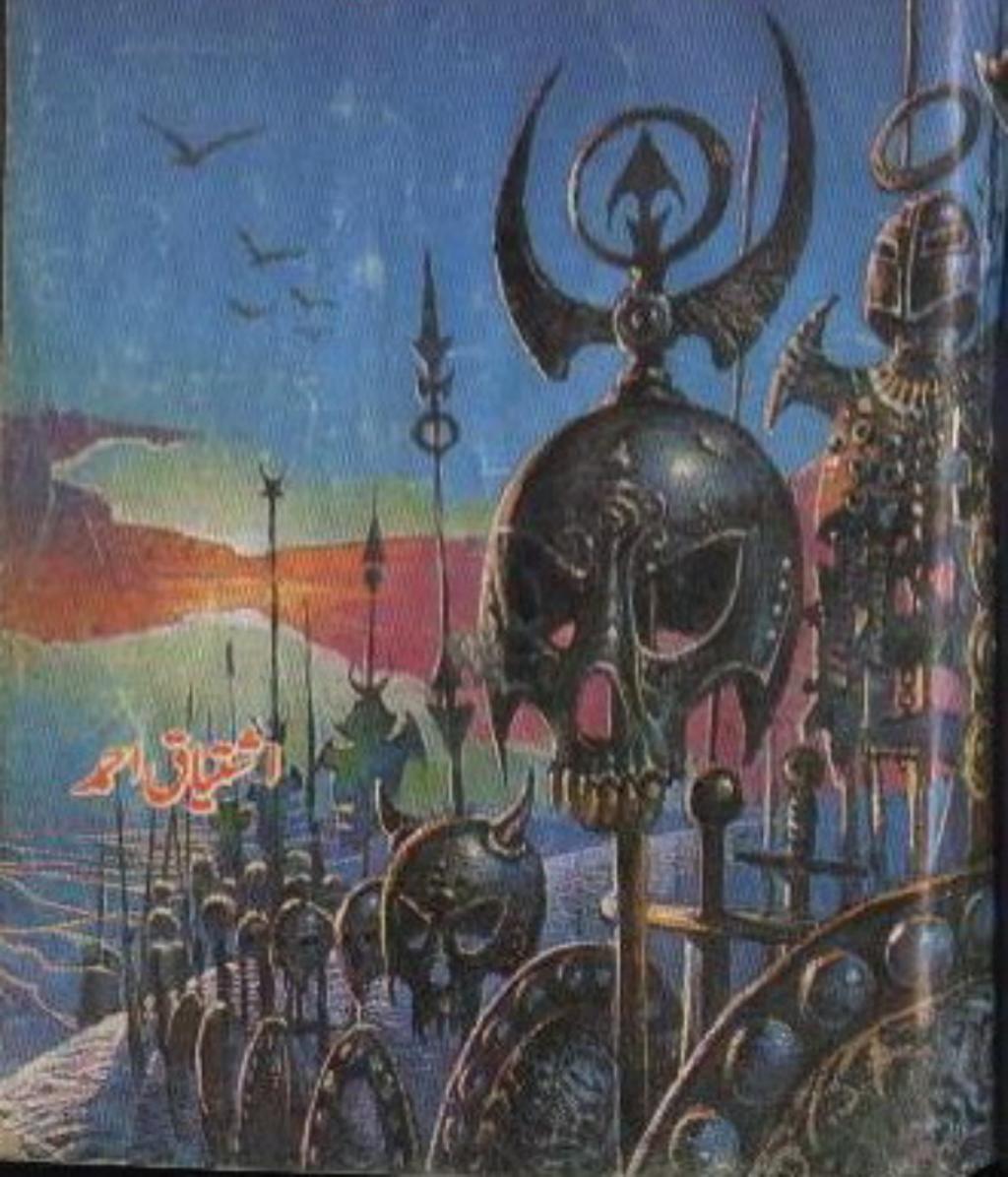


فُورس کی جنگی

اشعار احمد





شروعِ اللہ کے ہم سے جو دن امریان اور تمایت رحم کرنے والے ہے۔

محمد، فاروق، فرزانہ اور
انپکڑ چشمید یہ ریز..... ہول نمبر 694

s4sheikh@gmail.com

فورس کی تباہی

اشتیاق احمد

تی تسل کے لئے

نیا ادب

حیرت، تجسس اور سراغر سانی کے انوکھے رنگ

جلد حقوق حکموں میں

اس ہول کے نام واقعات اور کروں سب فرشی ہیں۔

کسی حکم کی محاذ کے لئے اداروں میں صرف ذمہ دار ہوں گے

نام ہول فورس کی جاہی

اشتیاق احمد ناشر

ترمیم محمد سعید نادر

سرکولیشن محمد یار مجبر

کپور اے۔ آر۔ فاروقی

دانیال کمیٹی فرز، نواب مارکیٹ۔ جنگل

قیت 18 روپے

محیٰ شریپ نظر سے چپوا کر اندراز بک لاہور سے شائع کیا۔

9/12 نصیر آزاد۔ ساندھ کلاں۔ لاہور

انداز بک ڈپو 7112969-7246356

ب آفس بنزاں لاہور۔ جنگل صدر

انداز بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور۔

حدیث ثبوی

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ تین کے حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔
 میں (انہا اتنی اتفاقات کے لئے) جو شخص تھا پہلے پہنچوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے اٹھا دیا جائے تو میں عرض کروں گا۔ اے یور دگار میرے سامنے ہبا دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا۔ اے یور دگار ی تو میری امت کے لوگ ہیں تو مجھے جواب دیا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے دین میں جو شر و فساد پائیا ہے آپ اسے نہیں چانتے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۱ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۰)
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ
 (قیامت کے دن) میرے ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ میرے پاس چھپ رہے آئیں گے یہاں تک کہ جب میں ان کو پاچان لوں گا تو انہیں مجھ سے ایک طرف موز دیا جائے گا اس پر میں عرض کروں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو جواب میں ارشاد ہو گا کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں جو اکاذب پیدا کیا اس کا آپ کو علم نہیں۔
 (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۷۲ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۲)

دوباتیں

السلام علیکم اعْلَمْ قویے کے کا بہل لختے کو حق نہیں پہنچتا... چاہتا ہوں، یہ اسے
بہل دوبارہ شائع کر دی کروں... لور آپ انگی کو نئے بہل خیال کر کے تحریج لیا کریں اور جو یہ
کریں... میں چاہتا ہوں... آپ اپنا سین کریں گے۔ اگر بیخیں ہو جائے کہ آپ اپنا کریں گے تو
میں خودی طور پر انہاں کا گزرا... آپ کہتے یا تو وہنے پر لاسوون یا لاسوون... اور میں کہتا ہوں وہو یعنی کی صدا
کیا ہے... گہرا اس طرح میں درودیں دلختا... یعنی آنے کا درودیں دلختا ہے آسان کام ہے...
میں ایک جھاڑ بھکاری کے تھاں پر گھی ہوئی... بے علم ہی، بطل بطل! کندھی ہی ڈلا گی... مدد ہے
خجا لو... بہت تھی میں ایک نکوئی کاڑا نہ اٹھ لتا ہو اکلا لو... گرے رنگ کے پیڑے چکن لو...
کلاں ہوں میں کہتے ہوں لو... ڈھنستے کو ان کڑوں پر مادستے ہو... اور ان ہو حق ہو کی صدا
آتے اور ہر اور گھو مو پھر وہ... آپ ہلک... میر امطلب ہے درودیں ہمہور ہو جائیں گے۔
اور پانچہ ہی دنوں میں آپ من لیں گے... لوگ کہہ رہے ہوں گے... یاد ہے مدد کا لٹھا ہوا ہے...
اس جملہ کا مطلب ہانتے ہیں آپ... میرے تزویک اس کا مطلب ہے...
یعنی جسم میں یوسف کا لٹھا ہوا... اس لیے کہ اپنے درودیں اسلام کو سراسر پھرم کرتے ہیں... اسلامی
خدمات کو ایک طرف والہ ہیتے ہیں... بعد میں طور پر اسلام کی لعلی کرتے ہیں... اور درودیں
سلی ہجھتے ہیں خود لوگ خیال کرتے ہیں... میں شاہزادہ میں ہو کریات ہیں... وہ ایکی لور
میں کمال... وہ ان سے میں سکتا ہے... وہ اللہ کے پاس کمال...

الرسوں... صد الرسوں... ہم کمال بھی گئے ہیں... اسلام دشمنوں نے ہمیں کیا?
وہ کیا دیا... میں اسلام کی ہو انک سے محروم کر دیا... میں ہاں... جو لوگ ایسے مذکون کے
بچھو دیں ہیں یہ جاتے ہیں... وہ اسلام سے بالکل ہاتھ خود بٹھتے ہیں بلکہ میں تو کوں گا... وہ اسلام
سے کیا بات حکم، ہو بٹھتے ہیں... اسلام دشمن اپنے سے خود انگ کر دیتا ہے... لور اس سے ہوی سزا
کیا ہوگی... احتفلہ پیدا

عجیب

"وہ رہا ایک اوپرچا کھبور کا درخت۔" فرزانہ پر جوش انداز میں چلائی۔

"پتا نہیں ان درختوں کو سیاہے... جب دیکھو اونچے مل جاتے ہیں۔" فاروق نے برا سمانتہ بنایا۔

"چلو چلو... تخرے نہ دکھاؤ... چڑھ جاؤ اللہ کا نام لے کر۔" محمود سکر اپا۔

"بھی تم الہی چڑھ جایا کرو... " فاروق بھلا اخوا۔

"حمد ہو کنی... ارے بھی... جب تم موجود ہو... تو میں کیا کروں گا چڑھ کر کیوں انکل۔" محمود خان رحمان کی طرف مڑک بات معقول ہے۔" وہ لے۔

"یہ... یہ آپ کہہ رہے ہیں انکل... آپ محمود کا سا جھو دے رہے ہیں۔" فاروق نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"تن نہیں... غلط کہہ گیا... بات نہ معقول ہے۔"

"کیا کی انکل... بات نہ معقول ہے... تب پھر آپ نے پہلے اس کو معقول کیوں کہا۔" محمود نے انسیں گھورا... وہ گزیداً کہے۔

نصف کے قریب طے ہوا تھا... انہوں نے یہی سوچا کہ آس پاس
کمیں لمحہ چاتے ہیں... صح لفٹ لیں گے۔

جس بجکہ ان کی گاڑی رکی تھی... وہاں سڑک کے دو تلوں
طرف درخت میں درخت تھے... اور رہائش کے قابل کوئی بجکہ دور
دور تک نظر نہیں آ رہی تھی... اللہ انہوں نے فاروق کو کسی اوپر
درخت پر چڑھ کر رات گزارنے کے قابل کسی بجکہ کی علاش میں
نظریں دوڑانے کے لیے کہا...
فاروق بدرہوں کی ہی بھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا... یہاں
تک کہ درخت کے میں اور پتھر کر اس نے باروں طرف دیکھا...
بھر چلا احمد۔

"ارے! وہ مارا!... اس طرف ایک عمارت ہے اور اس سے
دھواں اخدر رہا ہے..."

"آ جاؤ بھر یچے۔" انسپکٹر جمشید مکراۓ۔

گاڑی کو انہوں نے درختوں کے درمیان گھٹا کیا اور جل
پڑے اس سمت میں... جلد ہی اُسیں عمارت دکھائی دینے لگی...
"حیرت ہے... یہ تو جدید طرز کی عمارت ہے... کوئی تھی
نمایا... بعد محل نہیں... یہاں جگل میلان میں اس قدر شاندار کوئی
کس نے بنوایا... اسے یہاں رہنے کی کیا سوچی گی..."

"انسپکٹر جمشید۔" پروفیسر چلا گئے۔

"خدا کے لیے جمشید... خان رحمان گھبرا گئے۔

"واہ... پھنس گئے بے چارے خان رحمان... " پروفیسر
داود ہے۔

"کہی اب چڑھ بھی جاؤ... سورج غروب ہونے والا ہے...
بھر یہاں پناہ کی بجکہ سلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

انسپکٹر جمشید نے بہ اسامدھنیا... وہ گھر سے سیر کا پروگرام
لے کر چلے تھے اور ملے۔ یہ تھا کہ کسی کیس میں خود سے نہیں ابھی
گئے... ہاں کوئی کیس خود کیلے پر آگیا تو اس کو دیکھ لیا گئے... لیکن سب
تو یہی کو شمل کریں کے کر لگندے پڑے... اور جذبات تھا نہیں سو نہیں۔

سو ناگلی ایک ثہاہیت پر فھشا پہاڑی مقام تھا... اس سے پسلے وہ
بھگی ہاں نہیں گئے تھے... ان دونوں اُنھیں پیغماں تھیں... چنانچہ
تنہوں نے مل کر سیر کا پروگرام، اسیا اور بڑوں کو شامل کر لیا... اس کے
لیے انہوں نے پرانا طریقہ اختیار کیا تھا، یعنی چلے خان رحمان اور
پروفیسر داؤد کو گاہنھا... بھر انہوں نے انسپکٹر جمشید کو مجبور کر دیا...
انسپکٹر جمشید نے اس پروگرام سے چنے کے لیے خوب ماٹھ پاؤں مارے
... لیکن ان پانچوں کے مقابلے میں ان کی ایک نہ چلی۔

لیکن پھر عجیب انفصال ہوا... ان کی گاڑی کا ناٹر پھٹ گیا...
ناٹر چڑھا کر آگے بڑھے تو دوسرا بھی پھٹ گیا... اب وہ آگے بڑھتے
کے قابل نہیں رہے تھے... دوسری طریقے تھے... یا تو ہاں کسی سے
لفٹ ل جاتی اور وہ سو ناگلی پیچ جاتے... ہباں سے ہزار مر مت کرواۓ
کا انظام کرتے... یا بھر رات دیں کمیں لمحہ جاتے... فاصلہ ابھی

تے ماری تھی... گولی شختے کی تھی... اس جسمی گولیوں سے بچے ہام
ٹھوڑا پر کھیلتے نظر آتے ہیں۔

"اے... تو کیا آپ بھی اپنا نشان آزمانا چاہتے ہیں۔"

"اب تو آزماء پڑے گا۔" فاروق نے جل کر کہا... باقی لوگ
مکارا ہے تھے... فاروق کی پیشائی پر ایک گولا سا بھر آیا تھا۔"

"لیکن آپ کے پاس تو نتیل نہیں ہے۔"

"اس کے لیے یا تو آپ اپنی نتیل دے دیں... یا پھر میں غلیل
غلیل کے کام کروں گا۔"

"میں... غلیل لے لیں... ورنہ آپ کسی... میرا نشان
اس لیے نہیں بینھا کر غلیل کے بغیر لیا گیا تھا۔"

"اگر پھر میں یہ نہ کہتا... لیکن پھر بھی آپ غلیل پہنچ دیں۔"

اس نے غلیل پہنچ کر اوی... فاروق نے اٹھا کر گولی اس میں
رکھی اور لگا رہو کو رکھنچے... نشان اس نے بھی لڑکی کی پیشائی کا لیا تھا۔

"میں فاروق... بھری بات۔" انکسوں جمیں نے اے
نشان۔

"ان کی بات بھی اچھی نہیں تھی۔"

"لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب تم ان کی پیشائی رنگ
دے۔"

"فکر نہ کریں انکل... یہ بے چارے نشان نہیں لے سکیں
گے۔"

"بھاوی ہو گئی کی نے... ہمیں کیا... ہمیں تو اس رات گزارہ
ہے اور پھر آگے پلیس گے... اللہ اکوئی سوال ڈاہن میں نہ لاؤ۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ مکرانے۔

لوگ پر لمحہ دوڑ دیکھ ہوتے چلے گئے... اپاک کوئی حکمت سی
میز فاروق کی پیشائی میں زور سے لگی... وہ چلا اٹھا اور سر پکڑ کر چھٹے
کیا۔

"بابا... دیکھا میر انشان... کتنا بڑا سے ہے۔"
اتھوں نے کسی لڑکی کے ہنسنے کی آواز سنی اور ہادر دیکھا تو
وہ ایک درخت کے پتوں میں چھپی نظر آئی... اس کے ہاتھ میں
غلیل تھی... اس کی ہمراودہ پچھر دہ سال کی ہو گی۔

"یہ کیا حرکت تھی۔" فاروق جعل اٹھا۔

"میں صرف یہ دیکھنا پا اتنی تھی کہ میرے نشانے میں پہنچنی
آئی ہے یا نہیں..."

"حد ہو گئی... کیا اس کے لیے کسی کی پیشائی کو نشانہ بنانا
 ضروری ہے... آپ کوئی چیز رکھ کر اس پر نشان رکھنے کی تھیں۔"

"وہ تو میں کرتی رہتی ہوں... لیکن جو مزا اس وقت آیا
ہے... کسی چیز پر نشانہ لگانے کا وہ مزا نہیں آتا۔"

"جب پھر مجھے بھی اجازت دیں... میں بھی اپنا نشان آزمائوں
ڈال۔" یہ کہہ کر فاروق نے وہی گولی اٹھا لی... جو نتیل میں رکھ کر اس

"کیا مطلب؟" فاروق جملہ۔

"میری پیشانی کا شاند آپ تھیں لے سکتے گے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"تجھ پر کر لیں۔"

"تھیں فاروق... پیشانی زخمی ہو جائے گی۔"

"اور آپ نے ان کی حرکت تھیں دیکھی۔"

"یہ تم سے معافی مانگ لیں گی..."

"خیر یہ تو تھیں ہو گا۔" "لوکی فراہمی۔"

"کیا نہیں ہو گا۔" اسکے بعد جمیلہ اس کی طرف مڑے۔

"تھیں ان سے معافی ہرگز نہیں مانگوں گی۔"

"ذیکھا آپ نے... اب تلیل ٹھل جانے دیں۔"

"اچھی بات ہے... یہ معاملہ تو پھر شاید اسی طرح مرد ہو کا... تاہم فاروق... تم زیادہ زور سے رہا تھیں کھینچو گے۔"

"آپ پھر ان کو رہایت دے رہے ہیں... انہوں نے پوری طرح رہا کھینچ کر گولی ماری تھی۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"اس میں جنک تھیں۔" "لوکی چیلکی۔"

"آپ نے متا۔" فاروق بھنا کر ہوا۔

"ہاں! حاصل... لیکن تم میری بدایت پر عمل کرو گے۔" ان کے لمحے میں ختم تھی۔

"نمیں انکل... اس طرح مرا نہیں آئے گا۔" "لوکی نے پکار

کر کہا۔

"مس طرح۔"

"اس طرح کہ یہ رہایت کریں... اسیں پوری طرح تھاں
لینے دیں... پورے زور سے رہا کھینچنے دیں... پھر یہ گولی پھوڑ دیں۔"

"پیشانی سے خون انکل آئے گا اور میں اس کو پسند نہیں
کروں گا۔"

"آپ کے پسند کرنے کرنے سے کیا ہوتا ہے... یہ ہمارا
علاقہ ہے... ہماری حدود میں... آپ تمہاں اجنبی ہیں... ہم جس
طرح پاہیں گے، آپ کے ساتھ سلوک کریں گے... "لوکی نے
بھیپ سے اندازیں کیں۔

"کیا مطلب... ہم کبھی صیہن۔" "خان رحمان پوکے۔"

"آپ اس وقت ہمارے علاقے میں ہیں... ہم آپ کے
ساتھ جو چاہیں، سلوک کر سکتے ہیں۔"

"کیا یہ کوئی ریاست ہے۔" اسکے بعد جمیلہ نے پوچھ کر کہا۔

"اے نہیں... لیکن یہ نہیں... یہ سارا علاقہ میرے بیبا کا
خربیدا ہوا ہے... اور وہ اس جگہ کے مالک ہیں... آپ اس وقت ہماری
خریدی ہوئی نہیں پر کھڑے ہیں... آپ یہاں آئے کیسے... آپ کو تو
گرفتار کیا جاسکتا ہے۔"

"بھیں راستے میں کہیں لکھا نظر نہیں آیا کہ یہ پرائیوریت علاقہ
ہے۔"

"ہائیں... تو کیا ذہ بھر بورڈ اٹھا کر کیس پھیک آیا۔ "لڑکی کے
لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ ذہ بکون صاحب ہیں۔"

"اپنی ملوati ہوں۔" لڑکی نے جس کر کما... پھر اس نے
دو نوں ہاتھوں کو ہوٹوں کے گرد رکھ کر زور سے آواز دی:
"ڈلا... کماں ہو تم... یہ بن بلائے مہمان جمیں بلاست
ہیں۔"

اس کی آواز دوڑنک جاتی محسوس ہوئی... فوراً ہی انہوں نے
خوناک غراہت کے ساتھ اسی کتے کے بھوکھنے کی آواز سنی... آواز
بہت تیزی سے نزدیک آرہی تھی... اپنے اسون نے ایک خوناک
کتن کو شیر کی طرح آتے دیکھا... وہ کھرا گئے۔

"ارے ارسے... روکو اسے..." فاروق مارے خوف کے
چکایا۔

"ہاہا... ہاہا... ذر گئے... اس سے تو اچھے اچھے ذر جاتے
ہیں۔"

اسنے میں کتابکل نزدیک آگیا... وہ واقعی بہت خوناک اور
خدرناک نظر آرہا تھا...
ذر ارک جاؤ... خبردار... یہ میرے ٹکڑا ہیں... پسلے

میں ان سے مقابلہ نہوں گی... اگر میں ان سے ٹکلت کھا گئی تو پھر
تمساری باری آئے گی... اور اگر تم بھی ہار گئے... تو ذمہ دی کی باری

آئے گی... اول تو میں تھی ان کے لیے کافی ہو جاؤں گی۔"

"کیا مطلب... کیا مطلب؟" اسپریز جمشید نے بڑی طرح
چوک کر کہا۔

"لیا میں کچھ غلط کہ گئی۔"

"ہم یہاں کسی مقابلے کے لیے تھیں آئے... تھا مادی آپ
سے کوئی دشمنی ہے... گوئی بھی آپ کی طرف سے چالائی گئی تھی...
آپ بھی ہم گوئی تھیں چالانا چاہتے... آپ ہی ضد کر رہی ہیں... اللہ ا
مقابلہ کیسا... آپ نے اگر ہماری آمد کو بر احکام سیا سے تو ہم تھیں
سے لوٹ چاہتے ہیں... دراصل ہماری گاڑی خراب ہو گئی تھی... ہم
اس طرف آگئے کہ شاید کوئی مدد مل سکے۔"

"یہ سب باقیں بعد میں... پسلے غلیل سے نشان لیں... یاد
رکھیں... اگر ان کا نشان فتح نہیں ہوا... میری پیشانی سے خون نہ بھا تو
میں ذر کو ضمیں رہو کوں گی... بخدا سے آپ پر حملہ کرنے کا حکم دوں
گی اور یہ میری باقیں اس طرح سمجھتا ہے... جیسے ایک انسان
دوسرے کی باقیں... آپ نے دیکھی ہی یا ہو گا کہ میرے درک جاؤ کئے
تھی اس نے خود کو اس طرح روکا تھا جیسے کسی گاڑی کو بریک لگائے
ہوں۔"

"ہاں واقعی... اور یہ دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی تھی۔"
غان رحمان ہو لے۔

"صرف آپ کو حیرت ہوئی تھی... باقی لوگوں کو کیوں

حیرت نہیں ہوئی تھی؟“
”ہمیں بھی حیرت ہوئی تھی... فکرنا کریں۔“ انپکٹر جمشید
مکرانے۔

”حیرت ہے... آپ مکارے ہیں... میر اخیال تھا، اب
آپ لوگ خوف کی وجہ سے مکرا نہیں ہیں گے۔“
”اس پوچھی... جسموت موت کا مکارا ہے ہیں۔“ فاروق
لے کرنا۔

”میں... میں۔“ فرزانہ نے کچھ کہنا چاہا۔
”ہاں اکھو فرزان۔“
”وہ محسوس کر رہی ہوں۔“ اس نے دہنی آواز میں کہا، لیکے
میں خوف تھا۔

”میرا بھی یہی حال ہے۔“ انپکٹر جمشید بھر مکرانے۔
”مگر... کیا مطلب... کیا آپ بھی...“ فرزانہ کا نپٹ گئی۔
”ہاں!“ یہ کہتے ہوئے انہوں نے پستول نکال لیا۔
”ارے! یہ کیا... آپ نے تو نکال لیا پستول... اب آئے گا
مزاب... اب ہو گا مقابلہ۔“ لڑکی اور خوش ہو گئی۔
”یہ پستول آپ کے ذمے لیے ہے... اگر اس نے اپنی جگہ
سے حرکت کی تو میں اس پر گولی چلا دوں گا۔“

”ایں گولیوں کی پرواکرنے والا ذہب نہیں۔“ لڑکی سمجھتا تھا۔
”حد ہو گئی... کیا یہ صاحب پستول کی گولیوں کی بھی پروا

”نمیں کرتے۔“

”بالکل نہیں... ابھی آپ کا ان سے تعارف نہیں... میرا
مطلوب ہے... ان کا آپ سے تعارف نہیں... اور یہ تعارف صرف
عملی ہوتا ہے... زبانی نہیں۔“

اس کی باتیں ان پر ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ اچھی بھلی پر بھی
لکھی ہے... اور بہت اچھا دل لیتی ہے...“

”میں تیار ہوں... گولی چلانے کے لیے۔“ فاروق پکارا۔

”میں بھی تیار ہوں۔“ لڑکی فتنی۔

”اور میں ایک بار پھر کتا ہوں... آپ خود پر گولی نہ چلو آئیں۔“

انپکٹر جمشید ہے لے۔

”یہ تو خیر نہیں ہو گا۔“

”اوے کے... فاروق اسمِ اللہ کرو... اب کوئی رعایت نہ کرنا۔“

”اور میں نے ان سے کسی رعایت کی تھیک مالگی بھی نہیں۔“

لڑکی نے جمل کر کرنا۔

”یہن یہ مقابلہ برادر کا پھر بھی نہیں ہو گا۔“

”کیا مطلب؟“ فاروق کے منہ سے لکڑا۔

”جب آپ نے گولی چلانی تھی، اس وقت ہمارا ساتھی زمین

پر تھا اور بے خبر تھا... آپ جب کہ درخت پر ہیں... ہر اقوتاب ہے...“

کہ آپ یچھے زمین پر آکھڑی ہوں اور پھر ہمارا ساتھی غلیل چلائے۔

”گولی اعتراض نہیں... یہ لمبی... میں یچھے آئی۔“

اور پھر اس نے فرزان کی پیشائی کا نتائج لیا... اور فرزان بالکل تیار تھی... جو خی لڑکی کا بات تھے حکمت میں آیا... فرزان اپنی جگہ سے اچھی۔

☆...☆...☆

یہ بڑا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یونی استعفای الحداں کی کوئی مدد نہیں۔ اسی بات کا بیٹھنے مرگ سرکریں - اس کا تعلق کافر ہے ہمہ ہیں -

مہماں بہ؛ ایک عاشقِ رسول

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ حرم سے بیچے آتی... وہ حضرت زدہ رہ گئے... کیونکہ درخت بہت اوپر چاہتا تھا اور وہ اس کے بالکل اوپر والے حصے پر تھی... ویسے اس نے سید گی چلانگ لکائی تھی... اور اس قدر اوپر چالنے سے چلانگ لگاتے ہوئے شاید محمود، قاروق اور فرزان گہر اجاہتے...

"یہ مقابلہ ہر بار کا اب یہی نہیں ہے... جب آپ نے غلیل چلانی تھی... اس وقت ہمارے ساتھی کو بالکل پا ٹھیک کیا۔" خان رحمان پکارا۔

"جب پھر آپ کیا پاچتے ہیں۔" انہوں نے لڑکی کے پہر سے پہ بھن ساف دیکھی۔

"پہلے آپ نشانہ لے کر دکھائیں..."
گویا میں ایک بار پھر ان کی پیشائی پھوز دوں۔ "لڑکی ہیں۔"
"اب ان کی نہیں... ان کی پیشائی پھوز ریں۔" اسکلہ بھیشد نے فرزان کو آگے رہ دیا... لڑکی مسکرائی... اور ہولی۔

"اوکے... غلیل اور ہر چیز دیں۔"
قاروق نے غلیل اس کی طرف پھیک دی... پھر گولی اچھال دی۔

"گولیاں میرے پاس اور ہیں..." اس نے کرپے کسی ہی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دیکھا... چھرے کی پینی میں گولیاں رکھتے کے لیے خانے ہوئے تھے... گویا یہ اس کا مستقل شوق تھا...

ایک دو تین

لڑکی کی آنکھیں مارے جھرت کے بھیل گئیں... اس کا رنگ ازگیا... شاید اس نے اپنا نشانہ پہلی بار چوکتے دیکھا تھا... اس نے بوکھا لئے ہوئے انداز میں کہا۔

”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”یہ بھی ہو سکتا ہے... اب آپ اپنی پیشانی کو چاہئے کی کوشش کریں... ظیل چلانے کی باری اب ہماری ہے۔“ انکنز جمیل نے سرہ آواز میں کہا۔

لڑکی ان کے لئے پر ایک بار بھر چکی... لیکن فوراً ہی اس نے خود کو منحال لیا اور پسلے جیسے شوخ لیجے میں ہوئی۔

”اوہ بالا... کیوں نہیں... یہ لمیں... غلیل اور گولیاں۔“

”ایک گولی کافی ہو گی...“ فاروق مسکرا لیا۔

”ایک ہی لے لمیں...“ اس نے منہ بیا لیا... اب اس کی شوخی رخصت ہوتی محسوس ہو رہی تھی... اور شوخی کی جگہ غصہ لیتا جا رہا تھا۔“

فاروق نے گولی ظیل میں رکھ لی... اور اس کی پیشانی کا نشان

لے لیا... یہ دیکھ کر قیصر تور سے بھون کا... گویا وہ فاروق پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

”نہیں ذبوح... ابھی نہیں۔“ لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر اس سے کہا۔

پھر فاروق نے گولی چلا دی... لڑکی نے چھتے کے لیے پر تو لے چھتے... اور چھلا گئی رکائی تھی... لیکن اس کے باوجود گولی اس کی پیشانی پر ہی تکی... اور انہوں نے ہون ہی نکلتے دیکھا۔ لڑکی کی جیج بہت لمبی اور ہونا ک تھی... ان کے دل دل سے گئے۔

”ذبوح... چیر پھاڑ دو! نہیں...“ لڑکی چلا گئی۔

ڈبو تیر کی طرح ان پنجا انھا، پھر ان کی طرف یچھے گر چا نظر آیا... لیکن ابھی فتحا میں تھا کہ اس کی پیشانی پر الٹکر جمیل کے پستول سے نکلنے والی گولی تکی۔

وہ دوستت ہاک انداز میں دھاڑا... گر الاورڈی طرح ترپنے لگا... جلد ہی اس نے دم توڑ دیا۔

لڑکی اپنی پیشانی کو بھول گئی... اس کی آنکھیں بھیل گئیں۔

”یہ... یہ کیا... ذبوح مر گیا... ذبوح مر گیا... تن نہیں... نہیں... ذبوح نہیں مر سکتا... ذبوح نہیں مر سکتا۔“ یہ کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے گئی۔

ایسے میں انہوں نے ایک دوڑھی کو از سنی:

"کیا ہوا سیری ہیجی... کیا ہو گیا کہ آج میں تمہارے روئے کی آواز سن رہا ہوں... میں نے تو خیال کیا تھا... تم روشن بھول چکی ہو... اور اب زندگی بھر کبھی تھیں روؤگی..."

انہوں نے سفید بالوں والے ایک بوڑھے کو درختوں کے درمیان سے لکل کر آتے دیکھا، وہ درمیانے قدر کا ایک دبلا پتھرا سا آونی تھا... سر کے بال بالکل سفید ہو چکے تھے... لیکن سر بالوں سے بھرا ہوا تھا۔

لڑکی نے جو نہیں اس کی آواز سنی... وہ اٹھ کر اس طرف گئی اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے گلی۔

"ڈیڈی... میرا ڈاڈا... میرا ڈاڈا..."

"اوہو... ہو کیا کیا ہے... ڈاڈا کو..."

اب بوڑھے نے اوہر اور بھر اور ڈبوکی لاٹ کو دیکھ کر وہ گاپ سا گیا... پھر اس کی نظر میں ان پر پڑیں اور چپک کر رہا گیں۔

"یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔"

"ہاں جناب! لیکن اس میں قصور بھارا نہیں۔"

"اس کا فیصلہ آپ نہیں... میری بیٹھی کرے گی۔" اس نے منہ مٹایا۔

"کیا مطلب جناب... بھر کجھے نہیں۔"

"آپ کو کیا سزا دی جائے گی... یہ فیصلہ شتمی کرے گی۔"

"وہ شتمی... آپ اس لڑکی کو کہ رہے ہیں۔" اس پر جمیشید ت

پوچھتا۔

"بان! سیری بیٹھی شتمی... آج میں اس کی آنکھوں میں پھر آنسو دیکھ رہا ہوں... جب کہ میرا خیال تھا کہ میں نے اس سے روئے کا طریقہ چھین لیا ہے... جب اس کی ماں مری تھی... اس وقت یہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی... اسی روز میں نے فیصلہ کیا تھا... اب میری بیٹھی کبھی نہیں روئے گی... اسے ایسے مشکلوں میں الجھا جائے کہ یہ روشن بھول جائے... لیکن تم لوگوں نے اسے پھر سے روٹا یاد دلایا۔"

"اس میں بھی ہمارا کوئی قصور نہیں۔"

"اس کا فیصلہ آپ نہیں... میری بیٹھی کرے گی۔"

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر اس پر جمیشید نے کہا۔

"تب پھر آپ ذرا جلدی سے پوچھ لیں۔"

"میری بیٹھی... ان کے بارے میں کیا ہم کہم ہے۔"

"شوت... شوت... ڈیڈی شوت۔"

"بہت خوب آپ لوگوں نے سنایا... میری بیٹھی نے آپ

لوگوں کی موت کا فیصلہ سنایا ہے..."

"تو عمل کریں... اس پر جمیشید نے کہا۔

"دکرتا ہو گا... ورنہ یہ عراض ہو جائے گی۔"

"تب اب آپ ذرا جلدی کریں۔"

"کیوں ضرور نہیں۔"
یہ کہ کروڑھے نے ان سب کی طرف اپنا پستول کر دیا۔
"ایک دو تھن۔" اس نے خبردار کرنے کے انداز میں کہ
پھر اس کا پستول گولیاں لگانے (6)۔

بُوڑھا

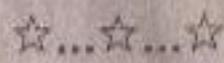
اور پھر پستول خالی ہو گیا... وہ اوہر اور ہر لڑکتے رہے تھے
اور درختوں کی اونٹ لے پچھے تھے... پستول خالی ہونے پر ہر ڈھنے نے
چاروں طرف دیکھا:

" یہ کیا... یہ میرا پستول تھا یا سیمانی نوپی... وہ سب تو غائب
ہو گئے... یعنی اوہر وہ مرے، اوہر ان کے لائے غائب ہو گئے۔
ہاہاہا... تم نے دیکھا بیشی۔"

" نہیں۔ " اڑکی کی آواز اہری۔
" یا کہا... نہیں۔ " بُوڑھا پڑونکا۔

" ہاں ! میں نے یہی کہا ہے... نہیں... دیکھا۔ "
" لیکن کیوں نہیں دیکھا... میں نے اتنی گولیاں چلا کیں...
اور تم نے دیکھا نہیں۔ "

" ہاں ! نہیں دیکھا... یہ لوگ درختوں کے بیچے زندہ
سلامت ہیں... آپ اب ہر ڈھنے ہو گئے ہیں... رینا گر... اب میں یہ
کام اپنے بھائی سے لوں گی... جو زی... تم کہاں ہو... ہم یاد کرتے
ہیں۔ " اس نے گلمنا کر کہا۔



"میں آکیا ہے میں... بیلا سے اتنی مرتبہ کہا... اب آپ
بڑھے ہو گئے ہیں... لہذا شتم۔" انہوں نے ایک جوان کی چھکتی آواز
کی۔

"عن نہیں... میں بڑھا نہیں ہوا... میں نے ان کی پھر تی کا
غلظہ اندازہ لگایا تھا... ایک موقع اور بے طی... ایک موقع اور۔"

"یہ فیصلہ ہماقی کرے گا... میں نہیں... کیوں جو زی... کیا
تم اس بڑھے کو ایک موقع اور دنیا پرست کرو گے..."

"اوہ ہاں اکیوں نہیں... میں اپنا پستول دے دیتا ہوں...
اب یہ اس کی قسمت... "تو جوان نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب... کیا کس کی قسمت... "خان رحمان پوچھ کے...
انہوں نے اس لمحے اپنے روکنے کیزے ہوتے ہوئے محسوس کیے۔

"آپ کو کیا ہوا الکل۔"

"ہمیں یہاں سے نکل چلانا چاہیے... یہ... یہ لاوروں کی
بستی ہے... میں نے اس کے پارے میں سور علی خان سے ملا تھا۔"
کیا... کیا... لاوروں کی بستی۔"

"ہاں اب ہر دن کی بستی... ان کا سردار یا سربراہ صرف اور
صرف وہ ہو سکتا ہے... جو سب سے زیادہ طاقت ور، سب سے زیادہ
ٹھانے باز ہو... اور جو سربراہ ذرا اکثر وہ ہوا... وہ گیا کام سے۔" انہوں
نے لوگھائے ہوئے انداز میں کہا۔

"گیا کام سے... یعنی ہو گیا رنجائز۔"

"جی نہیں... لیکن تو مسئلہ ہے... وہ کام سے گیا... کام مطلب
رجائز ہونا نہیں... اور رنجائز ہونے کا مطلب لیکن رنجائز ہونا نہیں...
زندگی سے جانا ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" اسپلکھ جمشید نے جیران ہو کر
کہا۔

"کیوں جمشید... ہوتے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"
پردھیر داؤد مسکرا کے۔

وہ سب مسکرا دیے... اور انہوں نے دیکھا... ایک احتیاطی
طاقت ور، لیباچوڑا جوان میدان میں آکیا تھا۔

"یہ بڑا ہے... یہ رہا پرتوں..."
تل... تکن... وہ اب میرے سامنے نہیں ہیں۔ "بڑھا
کاپ کر لالا۔"

"تم لوگ سامنے آجائو... اگر تم میں ذرا بھی نیترت ہے۔"
انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا...

"اب خان رحمان... اب کیا کریں... سامنے آتے ہیں تو
بڑھا راجا جاتا ہے۔"

"ہم سامنے نہیں جائیں گے... وہ اس صورت میں بھی مارا
جائے گا... چلو جمشید... اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

وہ درختوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے سامنے آگئے۔
واہ... یہ تو بہت آسان شکار ہے۔ "تو جوان بُشنا۔"

"لیکن بوڑھے کے لیے نہیں۔"

"یہ اس کی قسمت۔"

"نہ نہیں۔" بوڑھا چڑا انھل۔

"اب نہیں یاہاں کرنے سے پچھے نہیں ہو گا... وکار سامنے
بے... پستول ہاتھ میں... خوب نثانے لے لے کر فائز کرو... ہم
منج نہیں کر رہے... دل کی بھروسہ نکال لو... لیکن اگر تم اسیں فتح نہ
کر سکتے... تو پھر جائز... کہوں بے فی۔"

"بالکل۔" اس نے خوراکہا۔

"اوہ پھر میں سردار۔"

"اس میں کیا ہاٹ ہے...؟" لڑکی ہنسی۔

"نہ نہیں۔" بوڑھا لرز گیا۔

"اب فائز کرو... وقت نہ ضائع کرو... تم اپنی موت کو ہاں
نہیں سکتے۔"

"غمزہ... کیا یہ پانگلوں کی بستی ہے۔" اسکلر جشیدہ نے
ہاتھ انھا کر کر لے۔

"نہ نہیں... یہ بورول کی بستی ہے۔" بوڑھا بول انھل۔

"آبا... تب تو میں نجیک سمجھا تھا... اسکلر جشید... ہم یہاں
سے نکل چکے ہیں... منور علی خان کی بی بہ است بے۔"

"کیا مطلب... منور علی خان... کک... کون منور علی خان...
کہیں تم اس شکاری کی بات تو میں کرو رہے۔" بوڑھی زور سے اچھلا۔

"اُمرے باب رے... یہ... یہ تو اپنے منور علی خان کو جانتے
ہیں... حیرت ہے... کمال ہے۔" پردہ فیسر دادو حیرت زدہ رہ گئے۔

"اوہ... تو تم اس کے دوست ہے... اس شکاری کے۔"
بوڑھے نے خوش ہو گر کر لے۔

"اس میں آپ کے لیے خوشی کی کیبات ہے۔"
میں نے اس کی مدد کی تھی... آن تم میری مدد کرو... مجھے
ان سے چاؤ۔"

"آپ تو ان کے سردار ہیں... ان کے ببابا ہیں... پھر یہ
کیوں آپ کو جان سے ماریں گے بھلا۔" فاروقی نے منہ مٹایا۔

"میں ان کا سردار تھا، اب نہیں ہوں... اگر میری گولیاں
خطاٹھے جاتیں تو اس پر بھی ان کا سردار ہاں ہوں گے..."

"آخر یہ کیسی بستی ہے... کیا یہاں ہمارے ملک کا قانون
نہیں چلتا۔"

"ہماری بستی... ہمارا قانون...؟" لڑکی نہ نہیں کر سکتا۔
لڑکھے... جلدی کرو... تحریک کرو لو... آخری تحریک۔"

"او کے... میں تحریک ضرور کروں گا۔"
یہ کہ کراس نے پستول سے خان رسمان کا انشانہ لیا۔ وہ تیار
ہو گئے... اور پھر بوڑھے نے پے در پے فائر گگ شروع کر دی... وہ

سب وار چلتے چلتے گئے... یہاں تک کہ پستول خالی ہو گیا۔

بوڑھے کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ بورڈل کی بستی کے سردار اپ آپ ہیں۔“
”صد ہو گئی... ارے بھی جماری گازی خراب ہو گئی ہے...
ہم یہاں صرف رات گزارنے کے لیے آئے تھے... اور آپ ہمیں
سردار بنائے دے رہے ہیں۔“

”اب آپ اور آپ کے ساتھی یہاں سے نہیں جائتے...
آپ کو یہیں رہنا ہو گا... جادے سردار بن کر... جب تک آپ زندہ
رہیں گے... سردار ہیں... یا پھر آپ کا نشان خطا جائے... تو آپ
سردار نہیں رہیں گے... لیکن اس صورت تک آپ کو اپنی جان سے
ہاتھ دھونا پڑیں گے۔“

”ارے باپ رے... خان رتمان... یہ کیا۔“
”یہ تمیک کہ رہی ہیں... متور علی خان نے یہی بتایا تھا... وہ
بھی یہاں سردار بن گئے تھے۔“

”ارے اچھا۔“ وہ حکم سے رہ گئے۔
اسی وقت ان گنت گولیاں ہامعلوم ہتوں سے آئیں اور جوزی
کو چھلنی کر گئیں... وہ ترپ بھی نہ سکا...
”یہ... یہ کیا ہوا۔“ انیکٹر جمیل کھونے کوئے انداز میں
کھلے۔

”ئے سردار کو سلاہی نہیں دی گئی ہے... کیا وجہ ہے...“
لڑکی نے چیخ کر کہا۔

”واہ ہزا آگیا... میں سردار بن گیا... کب سے میں انتظار
کر رہا تھا... اور خیال کر رہا تھا... کہ یہ بورڈل خانے کب مرے گا...
یہی شکر ہے... موت سے پہلے اس کی موت آگئی۔“

”موت سے پہلے موت۔“ فاروق نے ہو کھلا کر کہا۔
”کیوں؟ کیا بات ہے۔“ نوجوان نے اسے گھورا۔
”بھر امطلب ہے... یہ تو اسی نادل کا نام ہو سکتا ہے۔“
”یہ کیلیات ہوئی۔“ جوزی نے جیر ان ہو کر کہا۔
”وقت نہ خائن کرو جوزی... ابھی ان لوگوں کی بھی باری
آئے گی... وہیے آن کا دن مزے کا دن رہا... بیان سے نجات اور کی
دوسرا شکار... ان کے ترپے کا مظہر کس قدر دل فریب ہو گا۔“
”ہاں شسلی... آج واپسی دل خوش کن مظہر دیکھنے کو ملتے گا۔“
”یہ کہ کہ اس نے ہوڑھے کا نشان لے لیا... اس کی انگلی تریکر
پر دباوڈا لئے گئی... یہاں تک کہ اس نے فائز کر دیا... لیکن اسی وقت
ایک فائز اور ہوا تھا... جوزی کے منڈ سے چیخ لکل گئی۔

”ارے! یہ کیا ہوا... جوزی... بیان زندہ ہے اور تمہارے
ہاتھ سے خون ہبرہ رہا ہے... یہ... یہ کیسے ہو گیا۔“ چھلی پوری قوت
سے چلائی۔

”بھر میں نے کیا ہے۔“ انیکٹر جمیل بول اٹھے۔
”کچھ... کیا... نہیں... جھک جاؤ... سب جھک جاؤ...“
جوزی کو گولی مار دو۔“

ان گفت لوگ ہم و ہم کر کے دار ختوں سے کوئی نہ لگے۔
انہوں نے دیکھا... وہ کافی سوتھے، سب کے سب چدید اسلحہ سے لیس
تھے... پھر وہ سب ان کے آگے بجک گئے... رکوٹ کے انداز تھے،
لیکن ان کے ہاتھوں ٹھنڈے پر نہیں تھے، ہاتھ لٹک رہے تھے۔
”یہ کیا کرو ہے جس ارسے باپ رہے۔“ انسپکٹر جسٹیس چلا

الٹھے۔
”آپ ہمارے سردار ہیں... لہذا ہم آپ کے آگے بجک
گئے ہیں... آپ کو پہلی سلامی دے دیے ہیں... اب جب تک آپ کا
نشانہ خطا نہیں جاتا... آپ ہمارے سردار ہیں... جس دن انشانہ خطا
ہو گیا... ہم آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔“

”منور علی خان کا کیا ہماقہ۔“

”وہ... حیرت انگیز آدمی تھے... نہ جانے کس طرح وہ ہم
سب کی آنکھوں میں دھول جھوک کر لکل گئے۔“

”اچھا تم لوگ سیدھے ہو جاؤ... اور مجھے بتاؤ... میرے
سردار بننے کا مجھے کیا فائدہ۔“

”ہم آپ کا ہر حکم مانیں گے... لیکن آپ کو یہاں سے
جانے نہیں دیں گے۔“

”اور میرے ساتھی... یہ تو یہاں سے جاسکتے ہیں۔“
”ہمیں جسٹیس... ہم بھی نہیں جائیں گے۔“ خان رحمان بولے
”اوہ وہ بھی... مجھے ان سے بات کرنے دو۔“ انہوں نے ہم ا

سامنہ ملایا۔

”اچھا،“ وہ سکرائے۔

”آپ یہاں بیٹھ کریں... دنیا کی ہر چیز آپ کی خدمت
میں چیز کی جائے گی... جو آپ کہیں گے... ہم کریں گے... لیکن
آپ کو یہاں سے چانے نہیں دیں گے۔“

”اوہ... میرے سردار بننے کا آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔“

”ہمیں... ہمیں تو ہم یہاں ایک سردار کی ضرورت ہوتی
ہے... وہ ہمارے آپس کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے... ہماری بھائی
کے لئے ہر کام کرتے ہیں... ہمارے مسائل حل کرتے ہیں...“

”حد ہو گئی... بھائی یہاں کون سے مسائل ہیں۔“

”آپ نے ابھی ہر ہوں کی بستی کا معاملہ نہیں کیا... پھا
کام ہم لی کریں گے... آپ سب لوگ ہمارے آگے آگے پڑیں
گے... ہم بھی... اس طرح آپ کو پوری بستی دکھائی جائے گی...
پھر بستی کے لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے... ہم آپ کو
تاریخ پر نایا جائے گا... گویا آپ کی سرداری کا باقاعدہ آغاز کیا جائے گا۔“

”آپ لوگ ہمیں اجازت دیں... ہم یہت مصروف لوگ
ہیں۔“

”اب یہ نہیں ہو سکتا... آپ یہاں سے مر کر جائیں گے۔“

”حیرت ہے... ان حالات میں کون بے وقوف یہاں کا
سردار جھاپند کرتا ہو گا۔“

"کوئی معمولی تباہ نے باز توبہ اس کا سردار بننے میں سکتا... جو
من جاتا ہے... وہ اور زیادہ تباہ نے بازی کی مشق شروع کر دیتا ہے...
اور یہ خیال کرتا ہے کہ آجھہ باقی زندگی میں اس کا نشان خطا نہیں
چائے گا۔"

"لیکن اس کا اندازہ کیسے ہوتا ہے۔"

"ہر سال یہاں نشان بازی کا مقابلہ ہوتا ہے سردار کو سب
لوگوں کو ہر ادا ہوتا ہے۔"

"یہ مقابلہ کیسے ہوتا ہے۔"

"یہ مقابلہ کل ہونے والا ہے... گل بیبا کو اپنی نشانے بازی
ٹاہت کر رہ تھی... لیکن ان کی جگہ آپ نے لے لے لی... اب آپ کو کل
ٹاہت کرنا ہو گا کہ آپ سے بڑا نشانے باز یہاں کوئی نہیں۔"

"لور بیبا۔"

"بیبا کی زندگی اور موت اب صرف آپ کی مرثی کے
مطابق ہو گی... آپ چاہیں گے... اسے گولی مار دیں گے... آپ
چاہیں گے... زندہ چھوڑ دیں گے۔"

انہوں نے بیبا پر ایک نظر ڈالی... اچانک انہیں ایک عجیب
سا احساس ہوا!...
وہ تیرزی سے بڑھے کی طرف جمعنے۔



حرکت

مزدیک بخون کر انہوں نے اس کے سر کے بالوں کو مجھی
میں بکڑ لیا... اس کے موڑ سے بیچ گل کی:

"یہ... یہ کیا کر رہے ہیں... یہ زخماً چینا۔"

"فاموش۔" وہ گر ہے۔

"کیا مطلب... خود ہی تو اس کی جان چاہی اور خود ہی اب
انہوں نے بھی... یہ بات بھجوہ میں نہیں آئی۔"

"آپ کے والد ہیں۔" انہوں نے بچ پھان۔

"تمیں... یہ کس نے کہ دیا آپ سے۔"

"یہ یہاں کس کے باپ ہیں ہملا۔"

"اس کی اولاد مرحوم چلی ہے..."

"لیکن یہ سردار کس طرح باتھا۔"

"یہاں سردار بنتے کے لیے ایک ہی شرط ہے... اپنے نشانے
کے ذریعے دوسروں کو ہر ادا ہے... اس نے مقابلے میں سب کو ہر ادا
تھا۔"

"اوہ... اوہ... خان رحمان... اس بڑھے کو رسیدوں سے

”میں اس بستی کا سردار ہوں... سمجھے۔“ وہ غرائے۔
”اہہ بہاں۔“ لڑکی پوچھ کی۔

”ویسے مجھے یقین نہیں آتا۔“ وہ مسخرائے۔
”کس بات پر۔“

”ابھی بتاتا ہوں...“ یہ کہہ کر انہوں نے تالی جاتی... بھر پکار کر بولے۔

”شعلی کو پکڑ لیا جائے... اور باندھ کر ایک درخت سے اٹا لکا دیا جائے۔“

”ارے اردے... یہ... یہ کیا۔“ شعلی جاتا۔
میں اس وقت شعلی کو جاروں طرف سے گیر لیا گیا... بھر سا تھوڑی اس کے ہاتھ پر باندھنے کا عمل شروع ہو گیا... دیکھتے ہی دیکھتے... وہ ایک درخت سے اٹی لکھتی نظر آئی... اس عالت میں وہ بڑی طرح چلا رہی تھی۔

”آخر میرا جرم کیا ہے... قصور کیا ہے... پہلے یہ بتایا جائے۔“
”میں اس بستی کا سردار بغیر جرم کے کسی کو مدد ہوا سکتا ہے یا نہیں۔“ انہوں نے پوچھا۔

”بہاں امداد ہوا سکتا ہے۔“
”میں اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟“
”وہ نہیں۔“ لڑکی نے ست انداز میں کہا۔

باندھ لو۔“

”لگ... کیا مطلب... اس کی کیا ضرورت ہے... یہ بھاں بہاں سے بھاگ کر کہاں جائے گا اور بہاں سے بھاگ کر جانا آسان کام تو ہے لہجی نہیں۔“

”تم بھول رہے ہو خان رحمن۔“ انہوں نے مجیب سے انداز میں کہا۔

”اور میں کیا بھول رہا ہوں...“ خان رحمن کے لپجے میں حیرت تھی۔

”متوہر علی خان بہاں سے نکل کے تھے۔“
”وہ ایک فکاری ہیں... انہوں نے اپنی وکاری حرم کی ترکیبوں پر عمل کیا ہو گا... اللہ تعالیٰ ان پر مرباں ہوں گے... لہذا وہ نکل گئے۔“

”یہ بھی نکل سکتا ہے... تم اسے باندھ دو۔“ یہ کہہ کر وہ لڑکی کی طرف مڑے۔

”اس کا گھر کون سا ہے... میں وہاں جاؤں گا... اب وہاں کون رہتا ہے۔“

”اس کی اولاد کی اولاد... لمحی پوتے پوتیاں وغیرہ۔“
”وہیں تھیں ہے... مجھے وہاں لے جایا جائے۔“

”آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔“ شعلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جب پھر مجھ سے کوئی بچہ رہتا ہیں آپ۔"

وہ یک دم ساکت ہی ہو گی... جیسے اسے کوئی بات نہ سوچ رہی ہو...
...

"مجھے بوزھے کے گھر لے جایا جائے... بوزھا ساتھ ہے
گا۔" اسکری بشید نے سرد آواز میں کہا۔

"بھی وہ... آپ تو پورے پورے سرد ارٹگ رہتے ہیں۔
فاروق ہند۔

"چپ... ناموش... دور ہو جاؤ... میری نظروں سے۔
وہ بلند آواز میں گزرتے۔

تینوں بڑی طرح سُم گئے... پر و فیر و اوز اور خان رہمان
آں پوھلائے... پر و فیر صاحب سے تورہاتے گیا۔

"خج... جم شید... بیار تم نھیک تو ہو۔"
آپ دو توں میرے ساتھ رہتے ہیں... انہیں یہی رہ جانے
ہیں... آئیں بھی... ہم پسلے بیانگر و یکھیں گے۔"

ایسے میں انہوں نے ہذا ٹھیک کرتے دیکھا...
وہ اس کی طرف لپیٹے... وہ تینوں ہاں سے فرار اور پڑتے:

"یہ لیا جان نے کیا کہا... دور ہو جاؤ... میری نظروں سے،
ایسے امداز میں تو انہوں نے آج تک بات نہیں کی... یہ یہاں آکر
انہیں یک یک کیا ہو گیا۔"

"پس پیتا نہیں۔" محمود نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"پہلے سب لوگوں کو آگے بڑھ جانے دو۔" فرزاد نے
سرخوشی کی۔

اب چھوم ایک طرف چل پڑا... اور وہ ویس کھرے رہ گئے
تھے... یہاں تک کہ ان کے آں پاس کوئی بھی نہیں رہ گیا...
کیا اب یہاں درختوں پر کوئی نہیں رہ گیا۔ فرزاد نے
دہی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں... دور ختوں پر سے وہ لوگ پہلے ہی کو دیکھتے..."

"ایک ان لوگوں نے نہیں یہاں تھا کیوں پھوڑ دیا۔"
اب ہم سردار کے پیٹے ہیں... انہیں سردار کے فرار
ہونے کا خوف تو ہو سکتا ہے... ہمارا نہیں... یعنی ہم اکیلے بھلا کیوں
فرار ہوں گے۔"

"ایکن لیا جان نے یہ کیوں کہا تھا... دور ہو جاؤ میری
نظروں سے۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"یہ ان کی طرف سے اشارہ تھا... اور جلدی کرو۔" فرزاد
نے کہا اور سرک کی طرف وہ زلکا دی۔

"یا مطلب؟" "محدود نے ہے بھلا کے کہا۔

"جلدی کرو۔" وہ تیز اور سرد آواز میں ہوئی۔

پھر تینوں پوری رفتار سے وہ زپڑے... اسیں کسی نہ
روکا... نہ کوئی ان کے راستے میں آیا... لہدار کے بغیر ان کا سفر جاری
رہا... یہاں تک کہ وہ اپنی کار کے پیاس پکنچ گئے...

”در اصل اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم پہنچ جائیں
کے... اور ہمارے موبائل کار میں رہ گئے تھے۔ اسی لیے ایجاد ان سے وہ
بند کرنا تھا...“

”لیکن کیوں... وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔“

”یہ کہ ہم اپنہ کام کریں... اٹھیں ان کا کام کرنے دیں۔“

اور پھر وہ تمہوں اپنے کام میں مصروف ہو گئے... ایسے میں
انہوں نے ایک آواز سنی۔

”بہت خوب بہت چالاک ہو تم۔“

وہ مردی طرح اچھے... انہوں نے دیکھا... ان کے سامنے¹
ایک سیاہ پوش کھڑا تھا... اس نے سر سے چھٹک سیاہ لباس پہننا ہوا
تھا... آنکھوں کی بند اس دوسرا شے تھے... اس کے دونوں ہاتھوں
میں پستول تھے...

”لک... کیا مطلب... آپ کون صاحب ہیں اور ہماری
تعریف کس سلطے میں گردے ہیں...“

”بھلی... تصاری تعریف کروں کروں تو یہ زیادتی ہو گی۔“

”آپ کی مرنخی... پھر... کریں تعریف...“ فاروق نے
ہر اس امتداد پریا۔

”اس میں شک نہیں... تم لوگ یہت چالاک ہو... بہت
خوب ہو... وہاں بھی بخوبی جاتے ہو... جہاں تمہارے چکنے کا کوئی امکان
نہ کشیں ہوتا... اور تم لوگوں کے یہاں بخوبی جانے کا تو ایک فیصد بھی
کوئی امکان نہیں تھا...“

کوئی امکان نہیں تھا... لیکن افسوس... تم یہاں بھی بخوبی چکنے گئے۔“

”لیکن نہیں ہاں کل کچھ معلوم نہیں تھا... کہ ہم کہاں آگئے
بیٹھا۔“

”نہیں... نا ممکن۔“ اس نے سر کو زور داڑھکا دیا۔

”کیا کہا... نہیں... نا ممکن۔“

”ہاں! کیا کہا ہے... نہیں نا ممکن...“ وہ نہ سا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔“

”اپنے چھپیں یہت چالاک ہیں... دنیا میں ان جیسے دو چار
اور چالاک پیسے ابھو جائیں تو پوری دنیا کو الکھیوں پر نپاڑا ہیں... اس
بات کو لکھ لو... وہی ماں پر گرام بنا کر آئے ہیں... بغیر پر گرام کے
نہیں آئے...“ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں... یہ بات درست نہیں... سیر کا پر گرام ہم
نے بنا کیا تھا...“

”لیکن سیر کا مقام کس نے تجویز کی تھا؟“ اس نے طنز
انداز میں کہا۔

”لوہ ہاں انتقام اٹھوں نے تجویز کیا تھا۔“

”اس لیے کہ وہ جانتے تھے... راستے میں ہو روں کی سسخ
پڑتی ہے... اور اسی جگہ اٹھیں نے آتا تھا۔“

”نہیں... اس جگہ تو ہمارا ناٹر چکر ہوا تھا۔“

”ماڑا نہوں نے خود چکر کیا تھا۔“

"مدد ہو گئی... ہے کوئی تکم اس بات کی۔"

"اس کا مطلب ہے... تم ہمیں اپنی پوری طرح نہیں جانتے۔"

"یہ بات تو خیر نہیں ہو گی... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انہیں بالکل نہ جانتے ہوں۔" فرزاد نے منہ ملایا۔
"جانتے تو ہو گے... مگر مکمل طور پر نہیں... اکثر باقیں وہ تم لوگوں سے بھی چھپا جاتے ہیں۔"

"شاید... یہ درست ہے... لیکن یہاں وہ یہ رکے پر گرام کے تحت ہرگز نہیں آتے... انہوں نے ناٹر خود چھپ کر کیا۔"

"خیر... جب مذاہقات ہو گی... پوچھ لینا... کیا اس وقت انہوں نے ہی تم لوگوں کو اور ہر نہیں پہچیتا تھا۔" اس نے طنزیہ اندرا میں کہا۔

"اوہ یہاں ایسے تو ہے۔" وہ چوڑ کلے۔

"اس تو پھر... سیری باقی باقی تین بھی سو فیصد درست نہ ملت ہوں گی... تم لوگ دیکھ لیتا۔"

"اوکے سر... ہم دیکھ لیں گے... اس وقت آپ کا کیا پردہ گرام ہے۔"

"پسلے تم بتاؤ... تمہیں یہاں کس لیے بھجا گیا ہے۔"

"سوری! یہ تو ہم نہیں بتائیں گے۔"

"خیر! میں ایک طرف مت جاتا ہوں... تم پسلے اپنا کام کر

"اوہ..."

یہ کہ کروہ دا قی اٹ قدموں دور ہوتا چلا گیا... اس حالت میں بھی پہنچوں اس کے ہاتھوں میں تھے اور ہاتھ ان کی طرف تھے تھے... جب وہ بہت دور تک چھپے ہٹ گیا تو وہ اپنی کارڈی کی طرف برہتے... اس کا دروازہ کھول اور موبائل والے خاتے میں سے موبائل الحنا چالا... ایسے میں وہ سوچ رہے تھے... کہ یہ ہنگ مصی کتنا پاکل ہے... اپنیں خود موقوع دے رہا ہے... اس

اچانک گھوڑ کا ہاتھ انہی کا اٹھارہ گیا... خاتے میں موبائل نہیں تھے... اسی لمحے میاد پیش کا قلقہ ان کے کافلوں سے نکرا لیا۔
تفہم بلند ہوتا چلا گیا... وہ کسی طرح فتح ہونے میں نہیں

آر باتھا... یہاں تک کہ وہ پریشان ہو گئے... تک آکے...
اور پھر اچانک تفہم رک گیا... ساتھ ہی اس نے ایک
بیب حرکت کی۔

بیب... بیب... بیب

بھوک

انہوں نے اس کا باتھ پڑایا... ہاتھ مٹ کی طرف چارہا
تھا... یہ زمین نے ملگی دبائی...،

"مکھولوں سے۔" اُپکلنڈ جھشید نے سرد آواز میں کہا۔
"تمیں مکھولوں کا۔" وہ غرایا۔

"کیسے تمیں مکھوادے کے... میں مکھوادوں کا تمہاری ملجمی۔"
"تو پھر ان کا کردیکھ لوزور۔"

"یہ لو... لگادیا زور۔" یہ کہ کر انہوں نے اس کی کالی پر
ذور صرف کیا... اس کی انکیاں فوراً محل کئیں۔

سب نے دیکھا... اس کی منجمی میں ایک سیاہ رنگ کی ہن تما
گوئی تھی:

"یہ... یہ کیا... کیا یہ خود کٹھی کر رہا تھا۔" یہ کی چالی۔
"کیوں بیبا... تم خود کٹھی کر رہے تھے۔" اُپکلنڈ جھشید ہے۔
"ہاں! اور میں کیا کروں... اب میں تھی کر کیا کروں گا...
اُس بستی کا سردار سالہا سال بے چلا آرہا تھا... اب کوئی دو کوڑی کی
کھی نہیں سمجھے گا... کیا اس سے یہ بیہر نہیں کہ میں اپنی بانی خود نے

لوں۔"

"تم اپنی بانی خود نے لینا... لیکن ابھی نہیں۔" اُپکلنڈ جھشید
ٹکرائے۔

"ابھی نہیں... کیا مطلب... جھشید۔" خان رحمان نے
جھر ان ہو کر کہا۔

"تم... میں... جھشید... میں۔" ایسے میں پر فسر داؤ نے
کچھ کھننا چاہا۔

"ابھی آپ چپ رہیں۔" وہ ہے۔
"مل... لیں... اُنہوں نے پھر کہتے چاہا۔

"نہیں... آپ چپ رہیں۔" ان کا لمحہ سرد بھوکیا، پر فسر
داؤ اور خان رحمان لرز کے... ایسے مودہ میں وہ ابھی کبھی آتے تھے اور
ان کا یہ مودہ حدود بے خوفناک ہوتا تھا... آس پاس والے کاپ
جاتے تھے۔

"ہاں! میں نے کہا ہے... ابھی تم خود کٹھی اگلی نہیں کر
سکتے... اس کے باوجود کمری باندھ دو خان رستاں... اپنی خاص ذوری
سے۔"

"اگر... کیوں جھشید... کیا یہ کھوں لے کا عام رہی کو۔"
"ہاں! اس کا امکان ہے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے وہ کوئی چکنی میں پکڑ کر اپنی جیب میں
رکھ لی۔ خان رحمان نے جیب سے ذوری نکال اور اس کے باوجود کمر پر

"ہاں جمیشید۔" وہ رکھوئے کھونے انداز میں بولے۔ کچھ تکل
انہیں اپنے جمیشید اس وقت دیتا کے مجیب ترین انسان نظر آرہے
تھے... ایک مدت سے ان کا آپس کا ساتھ چلا آ رہا تھا... لیکن آج
انہیں محسوس ہو رہا تھا... کہ اپنے جمیشید کو جیسے زندگی میں پہلی بار
دیکھ رہے ہوں۔"

"زہر کی ایک گولی اس شخص کی بھیل پر رکھ دیں۔" ایسے زہر
کی... کہ اوہر یہ اس کو زبان پر رکھے... اور اس کی موت واقع ہو
جائے۔"

"او کے۔" وہ بولے۔

پھر انہوں نے اپنی بیب سے ایک پتوہی ہی ذمیانہ کالی... اس
میں سے ایک گولی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"او میاں... موت کی خواہش کرنے والے... یہ کوئی کھا
لو... اوہر تم کوئی من میں رکھو گے...، اوہر تمارا کام تمام ہو چاہے
گا۔"

"عن شیں... شیں۔" وہ کانپ گیا۔

"اپ کیا ہوا۔" اپنے جمیشید فتنے... لیکن ان کی یہ ہنسی بھی
بہت بھیب تھی۔

"غم... میں یہ گولی صیں کھاؤں گا... نہ جانے اس کے
کھانے سے کتنی تکلیف ہو گی... میں تو اپنے والی گولی کھاؤں گا۔"

"اس کے الغاظاً ختم ہوتے ہی اپنے جمیشید نے ایک زانے

باندھ دیے، ایسے میں بھی وہ کستار ہا۔

"مجھے مر جانے دو... مر جانے دو۔ اب میں کیا اگر دن کا جی
کر۔"

"اچھا یہ بات ہے... تمیں مر جانے دیں۔" اپنے جمیشید
بھیب سے انداز میں بولے۔

"ہاں امر جانتے دیں۔"

"میں چاہتا تھا... تمیں مر جانے کا موقع تمارے گمراہ پا کر
دوں... لیکن آکر تم اپنے گھر جانے سے پہلے ہی مر جانا پسند کرتے ہو تو
یہ لو... بخیز... اور اتنا دو داں کو اپنے پہیت میں... بخیز اہر آؤ دے...
ذر اسرا پیجتے ہی تماری موت واقع ہو جائے گی۔"

یہ کر کر انہوں نے اپنی پنڈلی میں از سا ہوا بخیز نکال کر اس
کی طرف بڑھا دیا۔

"عن شیں... شیں... میں زہر کی گولی کھا کر اپنا ہام تمام کرنا
پسند کروں گا۔"

"میں نے بتایا تو ہے... اس بخیز پر زہر لگا ہوا ہے۔"

"عن شیں... مجھے... بخیز سے ذرگلتا ہے۔"

"واہ... بستی ہاںوں نے بھی کتنا دیر سرد ار چنا تھا... ہے
بخیز سے ذرگلتا ہے... اچھا تو تم زہر کی گولی کھا کر مرنا چاہتے ہو۔"

"ہاں! بانکل... میری گولی مجھے دے دو۔"

"پر و فیر صاحب۔" اپ وہ ان کی طرف مزے۔

"ایک زمانہ سے، ہم نے جب سے ہوش سنھالا... کی
دیکھتے چلے آئے ہیں۔" شسلی نے کہا۔
"کوئی بوڑھا ہیری بات کا جواب دے سامنے آکر۔"
انہوں نے بلد آواز میں کہا... ایک بوڑھا ان کے درمیان
سے انکل کر سامنے آگیا، پھر اس نے کہا۔
"میں نے بھی جب سے ہوش سنھالا... کی دیکھتے چلا آیا
ہوں۔"

"اپھا خیر... یہ بوڑھا بیبا آپ کے سامنے سردار ہاتھا۔"
"جی... جی ہاں بالکل۔"

"کیا اس کا نشانہ جیش سے اتنا پخت چلا آ رہا ہے۔"

"ٹھیں... اس بات پر ہم سب حیران ہوئے تھے..."
"کس بات پر۔"

"یہ کہ نٹ نے بازی کے مقابلہ میں اس نے کبھی کوئی تمدیاں
کارنامہ تو دکھایا تھیں... آن لمحائکہ یہ مقابلہ کس طرح جیت گیا۔"
"بہت خوب اچلو آگے۔"

وہ سب بوڑھے کے گھر تک پہنچ گئے... یہاں چاروں طرف
گھر نظر آرہے تھے... گویا سنتی اصل میں بھی۔

"یہاں تمہارے ساتھ گوں کوں رہتا ہے۔"

"میرے بھائی... میرے بھینے... ان کی بیویاں۔"

"اس بوڑھے کے بھائی اور بھینے باہر آ جائیں۔"

دار حضیراں کے گھل پر دے مارا... دہالت کر گرا۔
"یہ... یہ کیا کیا جھشید۔" خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔
"خاموش۔" وہ گر بچے۔
خان رحمان کی شی گم ہو گئی۔
"اے انھاؤ... اور اس کے گھر تک لو چلو... اب باقی بات
وہاں ہو گی۔"

"پہ پتا نہیں... کیا ہو رہا ہے۔" شسلی کی آواز نائی دی۔
"ایک تو مجھے تمہاری سمجھ نہیں آئی... تم کون ہو۔" ان پر
بھشید اس سے ہے۔

"ہم... میں میں شسلی ہوں... جوزی کی بیکن... جو مارا کیا۔"
"سلے ہم نے خیال کیا تھا کہ تم اس بوڑھے کی بیٹھی ہو۔"
"نہیں... وہ تو ہم اسے سردار ہوتے کے ہٹے بلایا کئے
رہے ہیں۔"

"تو کیا اب تم مجھے ملایا کوگی۔" وہ مسٹر اے۔
"نہیں... آپ انھی اتنے بوڑھے نہیں ہیں... آپ کو
سردار کہوں گی۔"

"یہ ریت یہاں کب سے پل رہی ہے۔"
"کون سی ریت۔"
"یہی... کہ اس سنتی کا سردار وہی تھے گا... جو نشانہ بازی
میں سب سے بڑا ہو گا۔"

”مطلوب یہ کہ مرد گورنمنٹ ہے... کیا سب کے سب آئیں
گے۔“

”ہاں! اس روز کوئی شخص گھر میں نہیں رہ سکتا۔“

”بہت خوب امداد ہے گا پھر تو۔“

”ارے... وہ... آپ کے چے کہاں چلے گے۔“ شملی کے
منہ سے اکلا۔

”بھاڑا پادی تھی نامیں نے انہیں... ہر ارض ہو کر کسی پیچھے
رو گئے ہوں گے... اب ہمارے رات گزارنے کا انتظام کیا جائے...
اور مختصر مہلی ساچ... آپ ہمارے ساتھ رہیں گی... تاکہ ہمیں
کچھ پوچھنا ہو... کوئی اور کام ہو تو ہم آپ سے وہ کام تو لے سکیں۔“
”اچھی بات ہے۔“ اس نے کہا۔

”اور یوڑھا سردار خان رہمان اور پروفیسر داؤڈ... آپ
دوں کی گھر انی میں رہئے گا... خیال رہے... یہ فرار ہونے کی
کوشش ضرور کرے گا۔“

”تم فکر نہ کرو... جمیل ہم اسے فرار نہیں ہونے دیں
گے۔“

”لیکن بھی... یہ فرار ہو جائے گا۔“

”ہم سوکیں گے ہی نہیں۔“

”پکی بات۔“ ایک پم جمیل مکار ہے۔

”پاکل جمیل... تم فکر نہ کرو... ارے... یہ کیا۔“ خان

”ہم پسلے ہی باہر ہیں جتنا۔“ مجھے سے ایک نوجوان نے
کہا۔

”جتنا قسمیں سردار۔“ لڑکی نے گویا تعارف کرایا۔

”سردار... کیا مطلب... نشانہ بازی کا مقابلہ تو کل ہے۔“
نوجوان نے حیر ان ہو کر کہا۔

”ہاں! کل مقابلہ ہے... لیکن یہ آج سردار من کے ہیں...
کل کے مقابلہ میں بھی یہ حصہ لیں گے۔“

”آج کیسے من گکے۔“

”یہ تفصیل بعد میں آپ لوگوں کو کوئی بتا دے گا... آپ
صرف اتنا بتائیں... یہ آپ کے والد ہیں۔“

”جی ہاں بالکل۔“ اس نے حیر ان ہو کر کہا... تیسے کہہ رہا ہے
یہ کیا سوال ہوا۔

”آپ کے والد نے سرداری کا مقابلہ کب بیٹا؟“
”کئی سال پہلے۔“

”مقابلہ جیتنے سے پہلے ان کی نشانہ بازی کیسی تھی۔“
”ہم عام سی تھی... ان کے مقابلہ جیتنے پر ہم لوگ بھی حیر ان
ہوتے تھے۔“

”خوب! کل مقابلہ دیکھنے کے لیے کیا سب لوگ آئیں
گے۔“ وہ شملی کی طرف مڑے۔

”ہاں! بالکل۔“

رمان پوچھے۔

"کیبات ہے۔"

"تم... اب... ویسے خوناک نظر نہیں آئے تھے۔"

"وقت وقت کی بات ہے... ویسے تم جب کوئی میں ایسا خوناک نظر آ سکتا ہوں۔"

"ارے باب رے... بھیں ذر لکنے لگتا ہے جمیل۔ پروفیسر داؤڈ ہم کھلا اٹھے۔"

اور وہ مسکرا دیے... پھر سنتی کے لوگوں کی طرف سے انہیں کھانا دیا گیا... انہوں نے پہلے کھانے کو چینک کیا... پھر اس کو کھایا... کھانے کے دوران انہوں نے آپ علیحدگی کی ستون کا پوری طرح خیال رکھا... اور وہاں موجود لوگوں کو بھی بتاتے رہے... وہ سن بن کر جمیر ان ہوتے رہے... اس لیے کہ انھیں اسلام کے بلاد میں بہت مولیٰ مولیٰ باتیں بھی معلوم نہیں تھیں۔

سوئے سے پہلے انہوں نے خان رمان اور پروفیسر داؤڈ سے کہا۔

"کیا آپ دوتوں پوری طرح ہو شیار ہیں۔"

"ہاں جمیل... ملکرنا کرو۔"

"مگر تو خیر میں کروں گا۔" انہوں نے کہا۔

"کیا مطلب... دو توں ایک ساتھ ہو لے۔"

"بس... مطلب اب میں نہیں تا سکتا۔" انہوں نے من

ہنیا۔

"ارے باب رے... محمود، فاروق اور فرزانہ اب تک نظر نہیں آئے۔ وہ کہاں میں... اور جمیل... تم ان کے بارے میں مگر مند کیوں نہیں ہو۔"

"صرف مگر مند ہوئے سے کیا ہوتا ہے... اگر وہ جنگ میں اونے تو ہم ان کی جذش میں لکھیں گے۔"

"ارے باب رے... اس طرح تو یہت دیر ہو جائے گی۔"

"پروان کرو... وہ سید میں کھیر نہیں ہیں۔" "وہ مسکراۓ۔"

"سید میں کھیر نہیں ہیں... کیا مطلب۔ یہاں کھیر کا ذکر کہاں سے لگا آی۔" پروفیسر ہو لے۔

"یہ اور نا لگل آیا۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔

"لیکن جمیل... یہ اب ہوا۔" پروفیسر داؤڈ کھبرا گئے۔

"لک... کیا مطلب... اکیا ہوں۔"

"مم... مجھے کھر کی بھوک لگ گئی۔"

وہ ہنس پڑے... پھر اسپکٹر جمیل کی طرف مڑے...

"سنتی کے کسی صاف گھراتے سے کھا جائے... جمارے

لیے کھیر تیار کی جائے۔"

"اوے کے سردار... شعلی نے کہا اور ان کے پاس سے چاہئے

گئی۔

"نہیں بھی... یہ نہیں ہو سکتا۔"

انہوں نے یک دم شعلی کی کاٹی پکڑی... اچانک ان کے جسم
کو کرٹ بگا...
وہ اپنل کر گرے۔



سیاہ پوش

سیاہ پوش نے تقدیر فرم ہوئے پر اپنا پستول ہوا میں اپھال
دیا... اور اپھا لا اپھی ان کی طرف... وہ ان کے پیروں کے پاس گرا...
فوراً ہی ایک دھماکا ہوا... پستول دھماکے سے پھٹا تھا... وہ اونچے اپھلے
اور گرے... گرتے ہی ہے ہوش ہو گئے... ہوش آیا توہری طرح
رہیوں سے بکڑے ہوئے تھے اور سیاہ پوش غولمن سے انداز میں ان
کے پاس اکڑوں پڑھا تھا۔

”میں تو اس طرح پڑھا ہی تھا جنک بھی گیا۔“

”کماں نے تھا، اس طرح بیٹھنے کے لیے۔“ فاروق نے
جلد کے اندازوں میں کہا۔

”تم لوگوں کے ہوش میں آئے کامیڈیار تو کرہا ہی تھا۔“

”وہ پستول کیسا تھا۔“ مجود نے پوچھا۔

”اپھا تھا... خوب صورت تھا... اس کے جاہ ہونے کا
اقوس رہے گا۔“

”وہ ہم کی طرح کیوں پہنچ گیا۔“

”پاگل تھا... بے وقوف تھا... اسے توہس کسی پناش کی

طرح پھٹنا چاہیے تھا۔"

"آپ کی باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔"

"پروان کرو... آنے لکیں گی سمجھ میں آہستہ آہستہ۔" اس
لئے شوخ انداز میں کہا۔

"اوے... اب ہم کچھ جیسیں کہیں گے۔"

"گویا اب صرف بجھے کہنا ہو گا... جو کچھ بھی کہا جائے... دیے
یہ تم لوگوں کے ساتھ ہو لیں گے۔"

"اس طرف اشارہ ہے۔" مسعود نے جعل کی انداز میں کہا۔

"آئے تھے، موبائل پر پیغام نظر کرنے... الٹا ہو گئے تھے،
تیدی... اب پیغام کوں نظر کرے کام کرو تو جمارے جسے کا یہ کام
بھی میں کر دوں۔"

"ایسیں پاندھ کر شوشی دکھارے ہیں... بات تھے کھول دیں
ذرا... پھر بات کریں کے آپ سے۔"

"اوہ، ہوا چھا... یہ بات ہے... کھول دوں پھر ہاتھ۔" اس
لئے کمرے طرف یہ لمحے میں کہا۔

"تجربہ کرنیں۔"

"اوے... تم بھلی کیا یاد کرو گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے چاقو کھلنے کی آواز سنی...
آواز بہت خوفی ک تھی... انہوں نے اپنے جسموں میں سُخنی کی لہریں
محسوس کیں... پھر ان کی رسیاں کات وی کیں... وہ انہوں کر رہا تھاں

جیروں کو جھکلے دیتے گئے... تاکہ خون کا دور ان پوری طرح شروع
ہو جائے۔

"آؤ... جو کر سکتے ہو کر گزو۔"

"مُکری یا آپ، اقتنی دلیر دشمن ہیں۔" فرزانہ اس کی
تعریف کی۔

"اہمی آپ نے میری دشمنی دیکھی کب ہے... اہمی تک تو
صرف دوستی دیکھ رہے ہیں آپ۔"

"چلو خیر... اب دشمنی بھی دکھاتی ہیں... معلوم تو ہو...
کون کتنے پانی میں ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تین سوت میں جاگھرے ہو گئے۔
تاکہ اس پر تین اطراف سے حملہ کیا جائے

"بایاہ۔" اس نے تقدیر لگایا۔

"معلوم ہوتا ہے... آپ کتنے لگانے کے بہت شوق
ہیں۔"

ساتھ ہی تینوں نے اس پر یک دم تملہ کیا اور آپس میں بڑی
طرس لگ رائی... لگر اکرائی اور زمین پر آرے۔

وہ پھر قختہ لگا رہا تھا... طویل... اشیں یوں لگا جیسے وہ بہت
زیادہ زبردیا تھی۔

"آؤ... آؤ... پھر کو شش کرو... میں تمیں پھر موقع دے
رہا ہوں۔"

”لوہوا چھا۔“ فاروق نے منہ ملایا۔
”تجھے کر لو... یہ لو... میں آریا ہوں... تمہارے سامنے...
آؤ وار کرو...“
”وہ واقعی اس کے بالکل سامنے آکھڑا ہوا... اوہر فاروق
سوچ رہا تھا کہ کیا کرے... کس رخ سے اس پر وار کرے... ٹھوڑا اور
فاروق کا انجام وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا... وہ توں بالکل ساکت پڑے
تھے... پتا چیزیں... واقعی بے ہوش تھے یا بیان لا جوہ کر انہوں نے
آنکھیں، بے کری تھیں... ہم اس قدر آسانی سے ان وہ توں کو پوت
دے دیں آسان کام نہیں تھا اور جو ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا،
اس میں ضرور کوئی بات تھی۔
”کس سوچ میں ہو... ج تو تم یہی چیزیں سمجھے۔“

”آخر تم پا جے کیا ہو... اور پکر کیا ہے۔“
”تی ایساں تو میں صرف یہ چاہتا ہوں... کہ تم ان دونوں کی
طرح بے ہوش ہو چاؤ... تاکہ میں اپنا کام کر سکوں... اوہر تم پا جتے
ہو... مجھے بخت دے کرو کام کر گزو... جس کا حکم تھیں
تمہارے والد سے ملا ہے... یہ کہ موبائل کے ذریعہ خفیہ فورس کو
یہاں بالا لو... لیکن میں تمہیں ایسا ہر گز نہیں کرنے دوں گا... یہ ہنگ
تھیں خود ہی لڑنا پڑے گی... جب آگئے ہو تو مقابلہ کرو... مردان
وار... یہ کیا کہ بلانے چھے خفیہ فورس کو... کیا پہلے تم لوگ پورے
کے پورے لٹکرے نہیں لگرا جائے... میرا مطلب ہے... کسی

اپ وہ پھر ان کے درمیان آکھڑا ہوا... پہلے کی طرح، چاق
و چوبید، پوری طرح ہو شیار... اس بار صرف محمود نے سامنے سے
اس پر وار کیا... فرزانہ اور فاروق کو رُک کر انہوں ازد کرنا تھا... کہ اس
پر اس کے فوراً بعد کس رخ سے وار کرنا ہے... محمود جو سنی اس سے
نکلا یا... دور بجا کر گرا... ساتی ہی فرزانہ اچھی اور اس کی گردان سے
چھٹ کی... لیکن وہ فربالا کی تیزی سے پکڑ کھا گی... اور ایک صحکے
سے رکا... فرزانہ کے ہاتھ اکھڑ گے اور ایک درفت سے جا نکرائی
ایسے میں وہ منسا اور بوالا۔
”روہ گئے تم۔“

”ہاں اورہ گیا میں۔“ فاروق نے کھونے کھوئے انداز میں
کہا۔

”پریشان ہو۔“

”تھیں... فکر مند ہوں۔“

وہ اور زور سے چھا۔

”اس میں بہت کی کیا بات ہے۔“

”انتہ بڑے آدمی کے چون کو آج میں نے تھنکی کا ناج پچا
ڈالا... فسول نہ تو گیا کروں۔“

”اچھا بھائی اُس لو... جب اُس پکھو... تو بتا دینا... میں
مقابلے کے لیے آکھڑا ہوں گا۔“

”لیکن میں تو بہت بہت بھی مقابلہ کر سکتا ہوں۔“

فوری دوسرے کی مدد کے بغیر۔"

"یہ اتنی معلومات آپ نے ہمارے بارے میں کہاں سے حاصل کر لیں... یہاں رہ جے ہوئے۔"

"ہاہاہا... یہاں رہتے ہوئے کیوں... میں بخت میں تین دن دار حکومت میں گزر رہا ہوں..."

"یہاں کیا کر رہے ہیں آپ۔"

"اس سختی کو کٹھوں کر رہا ہوں۔"

"اس سستی میں ایسی کیلیات ہے۔"

"ایک فاروق یہ تھا کہ اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا... پھر اچانک اس کے ذہن میں یا آئی... وہ اس درخت پر چڑھتے چلا گیا... درخت بہت گھن تھا اور اس کے پتوں میں وہ خود کو پوری طرح چھپا سکتا تھا... کچھ ہی بعد میں پہنچ کر اسے سیاہ پوش نظر آئے اکا... وہ اور ہر دیکھ رہا تھا... پھر اس نے اسے تسلی جاتے دیکھا... فوری طور پر جگل سے پتھروں کے قریب لمبے پوزرے آؤں اور ہر دوسرے نکل کر اس کے پاس آکرے ہوئے۔

"کیوں... کیا ہواں..."

"مم... میں سستی کی اہمیت سمجھ گیا۔"

"کوئی پرواہ نہیں... اب تم کون سا یہاں سے واپس جا سکو گے۔"

"کہاں... شربیستی۔"

"دو نوں جگہ... اس اب تم میں دفن کر دیے جاؤ گے۔"

اچانک فاروق نے دوڑا گاوی...

"اڑے اڑے... کہاں بھاگے جادے ہو... ہر دل کھیں کے... میں نے بھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ انپلے جمشید کے

چے اس قدر بڑاں بھی ہو سکتے ہیں۔"

"تواب سوچ لو۔" فاروق نے دوڑتے ہوئے کہا۔ من سے آواز تو وہ نکال نہیں سکتا تھا... اس لیے کہ اس طرح سیاہ پوش کو معلوم ہو جاتا... کہ وہ کہاں ہے... دوڑتے دوڑتے اس نے اچانک ایک تن اور درخت کے پیچے اوت لئی تھی... اور رکا انتکار کرتے۔

"کہاں ہو گئی... اس طرح تم نہیں رج سکتے... سیاہ پوش کی آواز سنائی دی۔"

وہ اب بھی پکھ نہ لے لا... اس نے جو کہا تھا... کہاں ہو گئی... تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا... پھر اچانک اس کے ذہن میں یا آئی... وہ اس درخت پر چڑھتے چلا گیا... درخت بہت گھن تھا اور اس کے پتوں میں وہ خود کو پوری طرح چھپا سکتا تھا... کچھ ہی بعد میں پہنچ کر اسے سیاہ پوش نظر آئے اکا... وہ اور ہر دیکھ رہا تھا... پھر اس نے اسے تسلی جاتے دیکھا... فوری طور پر جگل سے پتھروں کے قریب لمبے پوزرے آؤں اور ہر دوسرے نکل کر اس کے پاس آکرے ہوئے۔

"لیں سر۔" ایک نے اوپر سے پوچھا۔

"میں سر کے پیچے... وہ تیر اکمل گیا۔"

"کسی درخت کے پیچے... لیکن وہ جا کہاں سکتا ہے... گاڑی ان کی، یا کہاں کھڑی ہے... اسی نے کہا۔

"تم احمد ہو۔" سیاہ پوش چلا اٹھا۔

"اہ میں کیا بھک ہے سر۔"

"وہ اسپل جو شیئے کا رہا ہے۔"

"ن... نہیں۔" وہ ایک ساتھ لے لے۔

"ویکھا... میں نے کیا کہا... اسپل جو شید ایک دن اور
ضرور آئے گا... اور اسی دن سے میں قریباً... یہ لوگ آگئے ہیں...
اور اسپل جو شید تو آتے ہی بستی کا سردار ہاں جھاہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو بلکہ ہے۔"

"انہیں ہو... نظر نہیں آتا... تین کو تو تم اپنی آنکھوں سے
بیساں دیکھ پچے ہو... باتی رو گئے اسپل جو شید، خان رحمان اور پروفیسر
دواو... وہ بستی میں موجود ہیں... اور بستی کے لوگ اسپل جو شید
کو اپنا سردار مان پکھے ہیں۔"

"اس قدر جلد یہ کیسے ہو گیا... جو حق کو کیا ہوا۔"

"جو حق بٹاندہ بازی میں ان سے مات کھایا۔ اور بستی کے
لوگ تو اس لڑائے کو مانتے ہیں۔" اس نے جعلے کئے اندازوں کیا۔

"جب تو ہماری صحت پر پالی پھر جائے گا۔"

"میں پھر سے گا... میں نے ان کے پر کاٹ دیے ہیں...
اب یہ اپنی خیر فورس کو میں بلا سکیں گے اور تھا یہ تو مقابله میں یک چھ
ٹھیں کر سکیں گے... دو کو میں ڈھیر کر چکا... اب تم اس تیرے کو
پکو کر لے آؤ... اتنے میں میں اضمیں باندھتا ہوں... کیونکہ یہ بہت
خطرناک ہیں۔"

"اوے سر... آپ فخر کریں... ہم اسے جانے نہیں
دیں گے۔"

فاروق سکتے میں آگئی... گویا اس کا بیان سے نکلا خددار ہے
ضروری تھا اور یہ دل وہ بائیں سکتا تھا... کیونکہ وہ دار الحکومت سے
ڈیزیج سوکھو میٹر دور آچکے تھے... اور اتنے ہی قاسطے پر آگے وہ مقام
تھا... جہاں انہیں سیر کے لئے پہنچا تھا... گویا وہ دریان میں تھا...
اب یا تو اسے کوئی موبائل چاہتا... یا پھر کسی گاڑی میں افٹ مل
چاتی... میں اسی صورت میں وہ دار الحکومت سے رابطہ قائم کر سکتا تھا
... وہ بخت کی بلندی پر بیٹھ کر اس نے چاروں طرف کا بازہ لے لیا... یہ
ویکھ کر اسے قدرے اطمینان ہوا اک سرک بیساں سے زیادہ دوڑھر نہیں
چھی... لیکن یہ پھر وہ آدمی ہی تو بھلہ سرک تھے پہنچ سکتے تھے... آخر
اس نے فھل کیا... پسلے انہیں تھک جانے والے... اس درخت میں
دیکھا ہے... جب وہ تھک کر بیٹھ جائیں... اس وقت وہ یہ پچھے اتر کر
سرک کا رخ کرے... اس نے یہ بھی دیکھا کہ سیاہ پوش گھوڑا اور
فرزاد کو رسی سے باندھ رہا تھا... اور وہ تکملہ طور پر بے ہوش تھے...
اگر وہ ہوش میں ہوتے... تو وہ سرک کا رخ کرنے سے پسلے انہیں
رسیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کرتا...
سیاہ پوش جلد ہی ان دونوں کو باندھ کر فارغ ہو گی... پھر وہ
ان کے پاس آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا... سادھوؤں کی طرح... ایسے
میں فاروق نے نوں نوں کی بکلی ہی آواز سنی... اس آواز نے سیاہ پوش

کو بھی چو نکاریا... اس نے فوراً اپنی جیب سے زانسخہ نمائی آر
نکالا... ان کا ہن دبانتے ہوئے بولا۔

"لیں ہر۔"

دوسری طرف سے پچھے کھا گیا... جواب میں اس نے پھر
کہا۔

"لیں سر... آج کی حیرت انگیز خبر... انپکٹر جمیڈ اپنے
پانچوں ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ گئے ہیں... کیا کہا سر... لیکن اس
میں میر اکیا قصور... میں نے تو پسلے ون ہی کر دیا تھا... ان لوگوں کو
نہ جانے کیسے بھٹک پڑ جاتی ہے... اسیں ہر طرح اٹلینان رکھنا ہو گا...
اور ہم نے اٹلینان رکھا... لیکن اس کے باوجود یہ لوگ آگئے... تو اس
میں میر اکیا قصور... " یہ کہہ کر وہ رکا... دوسری طرف کی بات سنتا
رہا... پھر بولا۔

"لیں سر... ان میں سے دو میرے قاؤ میں ہیں... آپ فلر
نہ گریں۔"

"بیت بیٹھ... میں ایسا کروں گا۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے آئندہ کر کے جیب میں رکھ
لیا... پھر مندر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیدار آواز میں بولا۔

"انپکٹر جمیڈ کے پیچے... سن لو... اگر تم سامنے نہ آگئے تو
میں ان دونوں کو گولی مار دوں گا۔"

وہ حکم سے رہ گیا... گویا انپکٹر پربات کرنے والے نے

یہ ترکیب استہانی تھی اور واقعی... یہ ترکیب بہت خوفناک تھی...
وہ چکرا کر رہ گیا... اسے اپنے ہوش اڑتے محسوس ہوئے... یہ سوال
اس کے سامنے آکھڑا ہوا... اب وہ کیا کرے... خود کو ظاہر کرنے والے
ن کرے... ظاہر نہ کرتا تو محمود اور فرزانہ مارے جاتے...
اس نے سیاہ پوش کو پستول جیب سے نکالتے دیکھا...

کھلا... ☆... ☆

راستا

”یہ... یہ کیا ہوا سردار... آپ کر کے۔“ شعلی کے لمحے میں
حیرت تھی۔

باتی لوگ بھی حیرت زدہ سے اٹسیں دیکھ رہے تھے
”بان! شاید میں تلاقدم الحادثہ تھا۔“

”سردار تو راستبھل کر... دیکھ بھال کر... آپ نے جو
سردار ہیں... یہاں کی اونچی خیک کا آپ کو بالکل پتا نہیں۔“ شعلی نے
لکھریے انداز میں کہا۔

”اس میں جنک نہیں... فیر میں خیال رکھوں گا...“
”تو کیا میں جاؤں... کیھر، ہو الاؤں۔“

”نہیں آپ نہیں... کیھر کوئی اور ہو الائے گا۔“
”ش جمشید... بھاڑ میں گئی ایسی کیھر... جس کی وجہ سے
میرے دوست کو چوت کھانا پڑی۔“

”اوہ کوئی بات نہیں پر و فیسر صاحب... خیر ہے.. میں شعلی..
آپ اپنی جگہ کھڑی رہیں... حرکت کرنے کی کوشش کریں گے تو
پھر آپ کو سزا دی جائے گی... سردار کا حکم نہ مانے والوں کو سزا دی

جا سکتی ہے نا...“ انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

”بالکل سردار... بالکل۔“ ایک نوجوان نے فوراً کہا۔

”اب اگر اس شعلی حرکت کریں تو... اٹسیں باندھ دیا جائے...
دیے یہ شعلی صاحب کیا یہیں پیدا ہوئی تھیں۔“

”نہیں سردار... یہ بڑھے سردار کی مندوہ بیشنی ہیں...
سردار بھکار پر گئے تھے تو پہ اٹسیں بجلگل میں بے ہوش پڑی تھیں...
ان کی کہانی یہ ہے کہ اٹسیں کچھ معلوم نہیں... یہ کون ہیں اور اس
بجلگل میں کیسے پہنچ گئی تھیں... میں بدلنا اٹسیں اپنے ساتھ لے آئے۔“
”اوہ اچھا... ہاں تو میں نے کیا کہا ہے بھلان۔“

”اگر اب یہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کریں تو اٹسیں
باندھ دیا جائے۔“

”ہاں! بالکل... باندھ اٹسیں باندھ ہی دیا جائے... کیونکہ ایسا
معلوم ہوتا ہے... یہ کوئی حرکت ضرور کریں گی۔“

”بہت اچھا سردار۔“

یہ کہ کر وہ نوجوان اور اس کے ساتھ دو اور ساتھی شعلی کی
طرف پڑھے۔

”خوب سردار اکوئی میری طرف نہ ہوئے۔“

”لگ ک... کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی۔“ نوجوان بو کھلا
الحداد۔

”میکوں... کیبات ہے۔“ اپنے پکڑ جمشید مکارے۔

”بہت جلد کھل کر سائے آئی ہو۔“

”اپ کیا کریں گے پچاکر...“

”کیا کریں گے... کیا مطلب... کیا کوئی اور بھی ساتھ ہے...“

”ہاں اکیوں نہیں... میرے ساتھ اور ہیں... آپ نے
محفوظ، فاروق اور فرزان کو شاید خود یہاں سے نکل جانے کا اشارہ کیا
تھا... شاید دار الحکومت کوئی پیغام دینے کے لیے... لیکن وہاں میرا
ساتھی ان کا استقبال کرنے کے لیے بالکل تیار ہوا اور میرا ساتھی مجھے
سے کہیں زیادہ بڑی بھی بھیج ہے... کہیں بڑا کہ طاقت ور ہے... اگر میں
آپ کو تھنی کا ہاتھ پھاٹکتی ہوں تو وہاں میں پوچھی کا ہاتھ پھاڑے گا۔“

”اس کا اور آپ کا ہام کیا ہے۔“

”چھوڑیں اپنے چھشید... نام میں کیا رکھا ہے۔“

”لیکن میں بتا سکتا ہوں۔“

”آپ بتا سکتے ہیں...“ اس کے لیے میں حیرت تھی۔

”ہاں اکیوں نہیں... میں بتا سکتا ہوں۔“

”چلنے پھر بتائیں۔“

اب وہ دوڑ بھی رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے... اپنے
چھشید ابھی تک درمیانی فاصلہ کم نہیں کر پائے تھے... ان کے ساتھی
تو اب بہت دور رہ گئے تھے... پھر اچانک وہ ایک سیدھے میں دوڑ
چڑی... انہوں نے محسوس کر لیا کہ وہ سرک کی طرف جا رہی ہے...
گویا اس کا پروگرام اب اپنے ساتھی کی طرف جانے کا تھا۔

”ایسا کبھی نہیں ہوا... سردار نے کوئی حکم دیا ہوا اور کسی نے
حکم نہیں سے انکار کیا ہو...“

”اڑے تو پکڑ لواں باغی بوکی کو۔“ انہوں نے منہ مٹایا۔

وہ اسے پکڑنے کے لیے دوڑے... وہ ان سے کئی کتر اکر
نکل گئی اور ایک ست میں بھاگ نکلی... ساتھ ہی وہ چلا گئی۔

”آپ خود کیوں نہیں پکڑ لیتے۔“

”شاید میں کرنا پڑے گا۔“

یہ کہتے ہی انہوں نے اس کے پیچے چھاگ لگادی... اتنی
دری میں وہ بہت دوڑ جا چکی تھی اور بستی کے لوگ اس سے بہت
فاصلے پر ہو چکے تھے اور نہ ہب لجو یہ فاصلہ بڑھ رہا تھا... انہوں نے

لبی لبی چھا گئیں لگائیں اور بستی کے لوگوں سے آگے نکل کے...
”آؤ... میرے پیچے... تم کے لوگ ہو... ایک لڑکی کو
نہیں پکو سکتے۔“

”ہم... ہم شرمند ہیں سردار... لیکن یہ بات ہمیں زندگی
میں آج پہلی بار معلوم ہوئی ہے۔“

”کون ہی بات؟“

”یہ کہ ٹھملی اس قدر جیز بھی دوڑ سکتی ہے۔“

”آؤ... اپنے چھشید... آؤ۔“

اس کے منہ سے اپنا نام سن کر انہیں ایک جھکاناگا... ساتھ
ہی ان کے چہرے پر سکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ نے میرا اور میرے ساتھی کا نام نہیں بتایا اپنے
جسید۔"

"تمہارا نام روشنی ہے... اور تمہارے ساتھی کا بیوی۔"

"واہ... اپنے جسید... تمہاری معلومات کی تعریف کیے
لہر نہیں رہا جاتا... ہم سوچ لیں ہمیں سکتے تھے کہ تمہیں ہمارے
بارے میں معلوم ہو گا۔"

"پسلے معلوم نہیں تھا... انہی معلوم ہوں گے یہ بات۔"

"یہ... یہ کے ساتھ ہے... یعنی کہ... وہ کلائی اور پھر
اپنے نظر دل سے عاکب ہو گئی۔"

"ہم اس سنتی میں کسی پروگرام کے تحت ہرگز نہیں آئے
تھے... اگر یہ بات ہوتی تو اس وقت خوبی فورس ہمارے ساتھ
ہوتی... جب کہ تمہیں دیکھتے اور پہچانتے ہی میں نے خوبی فورس کو
بلانے کی ضرورت محسوس کر لی تھی۔"

"مجھے تو خیر اس پر بھی حرمت ہوئی تھی۔"

"گک... کس پر۔" اس کی آواز اپنے درخت کے پیچے سے
ٹھانی دی۔

وہ مکر ادیے اور اس طرف دوڑے... ساتھ میں ہے۔

"اس پر کے... ہم... مگر نہیں... آپ دوڑ کر آ رہے ہیں...
یا تو آپ وہیں رک جائیں... ورنہ پھر میں چھپ کر جواب دوں گی۔"

"ہمیں جواب سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔" انہوں

نے دوڑنا باری رکھا۔

یہاں تک کہ اس درخت سک پہنچ گئے... لیکن وہ اس کے
پیچے نہیں تھی... اب کہیں اور چلی گئی تھی...
"چلواب تو جواب دو۔"

"تم لوگوں کو یہاں دیکھ کر مجھے حد درجے جرت ہوئی
تھی... میں نے فوراً یہاں کو خبر دار کر دیا تھا... لیکن وہ مار کھا گئے...
اوے ہاں آپ نے بنا کا نام نہیں تھا۔" وہ ہمیں
"یہ کیا مشکل ہے... ڈو گل۔"

"واہ... واہ... مان گئے۔" اس نے تالی جادی...
وہ اس درخت کی طرف دوڑے... جس کے پیچے سے تالی
جانے کی آواز سنائی دی تھی... لیکن وہ اس کے پیچے بھی نہیں تھی۔
"اب ہتاو... پر و گرام کیا ہے۔"

"ہم آپ کو پلاٹیں پکڑائیں گے... آپ کو یہی ٹھہم کر دیں
گے... آپ کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ اوہر ہیں... سب
کو اس تفریحی شر کے بارے میں معلوم ہو گا... اللہ اجنب آپ اپنے
شر میں پیچھیں گے... تو آپ کو وہیں خلاش کیا جائے گا... اور وہاں
آپ کا نام و نشان تک نہیں ملتے گا۔"

"اور تم لوگ یہاں اپنے کام باری رکھو گے... کیوں... یہی
بات ہے تا۔"

"وہ تو صاف ظاہر ہے۔" لڑکی بھنسی۔

"یہ اس بستی کے ذریعے چپ چپاتے اپنا کام کر رہے ہیں اور حکومت کو کافی کان پا تک نہیں۔" انہوں نے منہ بھایا۔
"لیکن کیا کام۔"

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے... یہ لوگ ہمیں گھیر کر مارنے کے چکر میں ہیں... یہی انتہائی خافت ورز... اور جو طراز... لہذا اپنے ہم ان سے بہت لیں... محمود، قاروہق اور فرزانہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا... اس کا مطلب ہے... وہ اس کے ساتھی کے قابہ میں ہیں... یہیے اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں... ہمیں خطر سے کا احساس بہت بعد میں ہوا ہے... میں نے روپی کو بہت دیر سے پکچا ہا۔" ان کے لیے میں افسوس تھا۔

"روپی... کون روپی۔" خان رحمان پوچک اٹھئے۔

"اڑے بھی... و نیاں کی روپی کو بھول گئے... اور باڑے کو... اور ڈو گئی کو۔"

"اوہ... اوہ... اب یاد آیا... و نیاں کی حکومت نے ہمارے پزوہ کی ملک خائنستان پر زبردست قبضہ کر لیا تھا... اور وہاں اپنی مرشی کے لوگوں کی حکومت قائم کر لی تھی... مرشی کے لوگوں میں یہ تین بھی شامل تھے... لیکن پھر خائنستان کے کچھ بیالوں نے غیرہ عجیب بلند کیا... اور ان کے خلاف جماد شروع کیا... ایک مدت تک یہ جماد جاری رہا... آخر مسلمان و نیاں کے لوگوں کو اپنے ملک سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے... فرار ہونے والوں میں یہ تینوں بھی شامل

"تب پھر میں تمہارے پیچے کیوں بھاگوں... تم خود میری طرف آؤ گی۔"

"وہ کیسے؟"

"ہمیں ختم کرنے کا پروگرام اگر ہے... تو آتا ہو گا۔"
"جیسیں... میں پاپا کے پاس جا رہی ہوں... میں اور بابو اعلیٰ کر مقابلہ کریں گے... وہی تو کیا کام ہے..."
ان اتفاقات کے ساتھ ہی ناموشی پھاگی... شاید وہ درختوں کی اوت لے لے کر سڑک کی طرف بڑھ رہی تھی۔

انہوں نے بھی اپنے اندازے کے مطابق سڑک کا رش کیا... اور رفتار بھی کافی حیزہ تھی... ایسے میں محمود، قاروہق اور فرزانہ کا خیال آیا... خان رحمان اور پر ویسر داؤ کا خیال آیا... خان رحمان اور پر ویسر داؤ تو خیز دوڑیں ان سے پیچے رہ گئے تھے... البتہ بستی والوں سے بہت آگے تھے۔

انہوں نے منہ سے الوکی آواز ہکلی... خان رحمان نے فوراً جواب دیا۔ انہوں نے پھر الوکی آواز ہکلی... وہ پھر ہے لے... اس طرح جلد ہی دو توں ان تک پہنچ کرئے...
"اس کا مطلب ہے... وہ نکل گئی۔" خان رحمان نے برا اسا منہ بھایا۔

"وہ کوئی عام لوکی نہیں ہے۔"
"آخر یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

”اور بستی کے لوگوں کو چاہک نہیں چلا... کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔“

”نہیں... یہ کام رات کی تاریکی میں ہوتا ہو گا... سردار صاحب رات کو ہی اپنے ساتھی کے ساتھ بستی کے لوگوں کے دکھ ورود معلوم کرنے کے بھائے گشت کرتے ہوں گے... اور اسکے پیشیاں لانے والوں کو راستا دیتے ہوں گے...“

”اف مالک... ہمارے دوست ملک کے خلاف سازش ہمارے ملک کے ایک حصے کے ذریعے ہو رہی ہے... اب اگر یہ بات ناستان کی مسلمان حکومت کو ہو جائے تو وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم ان کے خلاف اس سازش میں شریک ہیں۔“

”ہاں اپاںکل یہی بات ہے... لہذا ان تینوں کی گرفتاری بہت ضروری ہے... ورنہ یہاں ناکام ہونے کی بحدیہ یہ لوگ یہی پہنچ لے کریں گے... کہ پاک لینڈا نیس اسلو پہنچاتا رہا۔“

”اف مالک ایہ الزام بہت خوفناک ہے۔“
ایسے میں چند فاٹر ہوتے... گولیاں ان کے سروں پر سے گز رکھنیں... پھر روئی کی چھٹکی آواز سنائی دی۔

”تم چاروں طرف سے گھر پکھے ہو انکلہ جمیشید... اب فرار کا کوئی راستا نہیں رہ گیا... لہذا ابا تھوڑے اور انہادو... اسی میں بھری ہے... ورنہ ہم فائز گر کر دیں گے۔“

☆...☆...☆

تحے... ہم ان کی تصادمی اخبارات میں اکثر دیکھتے رہے ہیں... میں یہاں اس لذکی کے میک اپ زدہ پھرے کو دیکھ کر پہلے پونک ضرور گیا تھا... لیکن یہ بعد میں سمجھا کر وہ روئی ہے۔“

”اف مالک... ان کا یہاں کیا کام... یہ تودنیاں کے خطرہ کر ترین لوگ ہیں... اور انھی تینوں کے ذریعے تودنیاں نے اپنی حکومت قائم کیے رکھی تھی۔“ پردہ فیر گھبر اکر ہو لے۔

”ہاں! آپ نجیک کہ رہے ہیں... یہ حد درجے خطرہ کے لوگ ہیں... دراصل ناستان کا ایک حصہ اب تک غداروں کے قبیلے میں ہے... اس حصے کی مدد یہ لوگ برداہ کر رہے ہیں... کیوں نکلے ان کے ذریعے وہ ایک بار پھر ناستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں... لہذا آئے وان ان غداروں کو اسلو پہنچانا ان کی ذمے داری ہے... لہذا اس بستی کو درمیانی راستا نہیاں کیا ہے... اب یہ اسی وقت ممکن ہے... جب اس بستی پر ان کا قبضہ ہو جاتا... پھر نچے یہاں کے اصولوں کے مطابق... بلازٹ کو سردار نہیاں کیا... نشانہ بازی کا ماہر تو وہ تھا تھی... لہذا اس کے لیے مقابلہ جتنا کیا مشکل تھا۔“

”مل... لیکن جمیشید... اس بستی کے لوگوں نے غیر علی کو...“

”اوہو... میک اپ میں آئے تھے... ہمارے قوی لباس میں... جیسے میں بن گیا سردار...“ وہ ہے۔

”ہاں! اب بات سمجھ میں آئی۔“ خان رحمان نے سر د آہ

بھری۔

کیا !!

فاروق نے گھبرا کر اوہر اورہ دیکھا... جیسے سوچ رہا
ہو... اب کیا کرے... ایسے میں محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"ہماری فکر نہ کرو فاروق... وہ کام بہت ضروری ہے... جو
لماجان نے ہمارے ذمے لگایا ہے۔"

"ہاں بالکل فاروق شلباش۔" فرزانہ بوٹی۔

"شب پھر... یہ دونوں رخصت ہوئے اس دنیا سے... میں
اٹھیں گولی مار رہا ہوں۔"

"نن نیں... میں... میں سامنے آ رہا ہوں۔"

"خبر دار فاروق... بادول کیس کے... سامنے آ کر تم کیا تیر
مارو گے... ہمارے ساتھ تم بھی جان سے جاؤ گے... ہم تو مارے
جائیں گے... تم بھی بے فائدہ صوت کے مند میں آ جاؤ گے... کیا اس
سے یہ بہتر نہیں کہ تم ہماری فکر نہ کرو... اور وہ کام کرو، جس کا قلم ملا
ہے... اس طرح صرف ہم دونوں اپنی جانوں سے جائیں گے... لیکن
کام تو نہیں رکے گا..."

"تت... تم فحیک کہتے ہو... واقعی... فاروق کی آواز شائی

دی۔

"شلباش! اب تم نے فحیک بات کی..."

"خبر دار... میں اٹھیں گولی مار رہا ہوں۔" سیاہ پوش گرجا جا
فاروق کی طرف اب کوئی بواب نہ طا... یہ دیکھ کر محمود

ہما۔

"اب وہ تمہاری باتوں میں نہیں آئے گا... بھر کیدڑ بھکلیں
میں نہیں آئے گا۔"

"اچھا... تو یہ کیدڑ بھکلیں ہے۔" وہ غریباً۔

"ہاں بالکل... یہ کیدڑ بھکھی ہے..."

"خبر... تم دونوں تو پسلے ہی، بدھے ہوئے ہو... تم کمال
بھاگے چاہے ہو... اب پسلے ہم اسے پکڑیں گے... دوز لگا دو بھی...
مرذک کی طرف اور دوسرے تک پھیل جاؤ... جمال سے بھی وہ مرذک
پ آئے... میں پکڑ کر لے آؤ۔"

"اوکے سر... آپ فکر نہ کریں۔" کئی آوازیں انھریں۔
پھر دوڑتے قدموں کی آواز شائی دی... جلد ہی خاموشی چھا
گئی... سیاہ پوش ان کے پاس آکر رہا ہوا... دونوں کے پھر وہ پر طریقہ
مکراہیں ٹھیکیں... جیسے کہ رہے ہوں... میں بھیج دیا ہمیں دوسرا
دنیا میں۔"

"گھبراو نہیں... تینوں کو ساتھ ہی بھیجن گے... بھر چھے
کے چھے کو۔"

”خبردار... خاموش رہو... جلاش کرو... وہ اور ہر ہی کیس
ہیں۔“ سیاہ پوش نے پوکھلا کر کہا۔
”عز اگیل۔“ محمود نے چمک کر کہا۔
”میں نے کہا ہے... خاموش رہو۔“ وہ سرد آواز میں بولا۔
”اچھی بات ہے... اب ہم نہیں ہیں گے، لیکن آپ ہمیں
کب تک نہیں ہونے دیں گے۔“

”اگر زندہ ہوتی نظر آتی ہے۔“

یہ کہہ کر اس نے جیب سے رامسخیر نکالا اور جلدی جلدی
کسی سے خفیہ الفاظ میں بات کرنے لگا... ایسے میں محمود اور فرزان کو
اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا... ساتھ ہی محمود نے
محسوس کیا کہ جوتے کی ایڑی سے چاقو نکالا گیا ہے... وہ بے سعد
پڑے رہے... پھر ان کی رسیال کتنا شروع ہو گئیں... وہ سیاہ پوش
اپنی بات چیت میں الجھا ہوا تھا... آخر کسی نے اپنیں ہلاکیا... یہ اس
بات کا اشارہ تھا کہ رسیال مکمل طور پر کٹ پھکیں ہیں... اب انہوں نے
گھوم کر دیکھا... وہ فاروق تھا... قتوں مسکرا دیے...
اوہر سیاہ پوش نے رامسخیر بند کیا اور ان کی طرف مرتے
ہوئے ہیں:

”اب میں دیکھوں گا... اپنے جمشید کیا کرتے ہیں میرے
 مقابلے میں... ارے... یہ کی... یہ... یہ دونوں کہاں چلے گئے...
اڑے باپ رے... یہ رسیال کس طرح کٹ گئیں...“

”مگر یہ... بہت بہت۔“
اچانک دوڑتے قد سوں کی آواز پھر ساتھی دی... لیکن اس بار
آواز نہ زدیک اڑھی تھی...
”ارے! یہ کیا... اس قدر چلدے آئے یہ تو۔“ سیاہ پوش
پہن۔
”ن... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ محمود پوکھلا کر بولا۔
”تم ہمارے ساتھیوں سے اتفق نہیں... اور پھر اس بستقی
پر تو اس وقت آخر پیر سے ساتھیوں کا قبضہ ہے...“
”لیکن اب نہیں رہے گا... اس لیے کہ اب سردار کوئی اور
نہ۔“

”اس کی سرداری آج ہی فتح ہو جائے گی... فخرن کرو۔“
ایسے میں دوڑتے والے نہ زدیک آگے...
”سک... سر۔“ وہ سیاہ پوش کو دیکھ کر رک گئے اور پکھ کرنا
چاہا۔

”لیا بات ہے... تم بستی کو چھوڑ کر اونھر کیوں آئے ہو۔“
سیاہ پوش غریا۔
”کیا... کیا اپنے جمیل جمیل اور ان کے ساتھی اوہر نہیں پہنے
اب تک۔“

”نہ نہیں... کیا مطلب؟“ سیاہ پوش پوچھا۔
”وہ مارا۔“ فرزان چلا کی۔

وہ بڑی طرح پکڑا گیا اور جلدی جلدی اوھر اور ڈوڈوڑنے بھاگنے لگا... لیکن وہ دونوں اسے نظر نہ آئے... ایسے میں ایک بھاری پتھر اس کے سر پر لگا... وہ دھب سے گرا... انہوں رہا تھا کہ دوسرا پتھر واپسی کندھے پر لگا... اور اسی وقت تمرا پتھر باسی گٹھنے پر لگا... اس کے منہ سے بیچ نکل گئی... سر سے خون پہنچنے لگا... پتھر تو اس پر گویا پتھروں کی بارش شروع ہو گئی... یہاں تک کہ اس کی چیخیں دم توڑنے لگیں۔

"یہ خیال ہے... اس کر دیں۔"

"نہیں... یہ لوگ بہت خطرناک ہیں... جب تک اس کے جان سے چاٹے بیقین نہ ہو جائے... پتھروں کی بارش بھاری رہے گی۔" "فرزانہ کی آواز سنائی دی۔"

"کہیں لا جان نہ ارض نہ ہو جائیں۔" " محمود نے کہا۔

"نہیں ہوں گے... جاری رکھو۔" فرزانہ نے کہا اور اس کے سر کا نشانہ لے کر ایک پتھر اور پیچنکا... انہوں نے بھی پتھر اور جاری رکھا... یہاں تک کہ وہ انہیں مردہ محسوس ہونے لگا۔

"محمود... ذر الاوکی آواز منہ سے نکالنا۔"

"اوہ ہاں... پہلے جب لا جان نے منہ سے الوکی آواز نکالی تھی تو ہم جان بوجھ کر خاموش رہے تھے... درست اس طرح سیاہ پوش چونک انتہا... اور ان پر چھپ کروار کرنے کی کوشش کرتا۔"

"ہاں! لیکن اب ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

محمود نے منہ سے الوکی آواز نکالی... جلدی انہوں نے خان رحمان اور پر و فیسر داؤ د کو اس طرف آتے دیکھا۔

"اوہ... یہ... یہ کون ہے؟"

"ان سب کا کر ہدھر تا۔"

"اوہ... لیکن ابھی وہ باتی ہے... وہ لڑکی... یعنی رومنی۔" خان رحمان بدلے۔

"رومی... یہ کیا نام ہوا۔"

"ان کے نام رومنی مہاں الدور ڈوگرے ہے... یہ دنیا کے آدمی ہیں... دنیا سے اسلخ خاتمان کے غداروں کو پہنچاتے ہیں... تاکہ خاتمان میں اسلامی حکومت مضبوط ہو سکے۔" "اوہ... اوہ۔" وہ دھلک سے رہ گئے۔

"لیکن جریدہ کمال ہے۔"

"وہ... وہ تو ابھی تک اوھر نہیں آئے۔"

"وہ رومنی کے تعاقب میں تھے... اور گلتا ہے... رومنی ان کے ہاتھ آنے والی نہیں ہے۔"

"لوڑھا کمال گیا۔"

"لوڑھا بستی کے لوگوں کے قبضے میں ہے... اس کی فکر نہ کرو... اصل پر یہاں رومنی کی ہے... اگر وہ ان کے ہاتھ لگ جاتی ہے تو بات ختم۔"

"تنہ نہیں... نہیں۔" محمود نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

”اوہوا چھا... یہ تو ہمیں معلوم نہیں تھا۔“ فاروق نے بھکلا کر کہا۔

”چلوا ب تو معلوم ہو گیا... اب میں تم لوگوں کو ہزا
چھاؤں گی... تیار ہو جاؤ۔“

”ابھی ابھی تو ہم ان سے فارغ ہوئے ہیں... کچھ دیر قدم
لینے دیں ہمیں۔“ فاروق نے منہ بنایا۔

”اب تم حشکل ہی دم لے گوئے...“

”تمنیں میں سے دو کو ہم میاڑ کر پکھے ہیں... اب آپ رہ گئی
ہیں... آپ کتنی دیر تھر سکیں گی ہمارے مقابله یہ... آجایں... ہو
جا سیں دودو ہاتھ۔“

”نہیں محمود۔“ ایسے میں انہوں نے اپنے جمیلہ کی آواز سنی
”واہ... خوب مرا آئے گا۔“

اسی وقت اپنے جمیلہ سامنے آگئے... ان کے چہرے پر
پر سکون مکراہت تھی... سیاہ پوش کی لاش دیکھ کر یہ مکراہت گردی
ہو گئی...“

”تم لوگوں کا یہ کارنامہ خوب رہا۔ شہنشاہ کے حق دار ہو۔“

”تو دے دیں نا... دیر کس بات کی۔“

”ابھی نہیں... اس سے دودو ہاتھ کر لوں ذرا۔“

”مطلب یہ کہ آپ کریں گے دودو ہاتھ... تیاری تو ہم
نے کی تھی...“

”اوہوا چھا... یہ تو ہمیں معلوم نہیں تھا۔“ فاروق نے بھکلا

”کیا نہیں...“
”بات ختم نہیں ہو گی اس طرح۔“

”کیا مطلب۔“

”یہ زانمیٹر پر کسی کو صورت حال بتا چکا ہے... اور کچھ نہ
کہہ ہوتے والا ہے...“

”جب پھر اب ہم موبائل پر خفیہ فورس سے رابطہ کر سکتے
ہیں۔“

انہوں نے ذرا آگے بڑھ کر سیاہ پوش کی خلافی لی... اور جلد
ہی اپنے موبائل خلافی کرنے میں کامیاب ہو گئے... میں پھر کیا تھا...
فوری طور پر خفیہ فورس سے رابطہ ہو گیا... محمود نے جلدی جلدی
صورت حال بتائی اور فون بند کر دیا۔

”اب ہم اطمینان کا سائنس لے سکتے ہیں۔“

”ہر گز نہیں۔“ انہوں نے رومنی کی آواز سنی۔

وہی طرح اچھے... رومنی ایک درخت کی اونٹ سے انکل کر
ان کے سامنے اچاک آئی تھی پھر اس کی نظر میں سیاہ پوش پر پڑیں...
وہ بہت زور سے اچھلی۔

”یہ... یہ کیا... یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں... یہ کیسے ہو سکتا
ہے۔“

”کیوں... کیا بات ہے... کیا جیسیں ہو سکتا۔“

”یہ... یہ کیسے ہو گیا... یہ تو سو آدمیوں پر بھاری ہیں۔“

"نہیں... تم پوچھ کجا جاؤ گے... یہ محترمہ سمجھ زیادہ ہی نہیں
ہیں۔"

"سیاہ پوش سمجھ کم تو نہیں تھے۔"

"بان! اس پر حیرت ہے... لیکن روشنی سے مقابلہ میں کروں
گا۔"

"بلاز اڑا سکھل پر موجودہ صورت حال کی اطلاع دے چکا
ہے۔"

"جب ہمیں جنگ کی تیاری کرتا ہو گی... کیا تم فورس کو
اطلاع دے پکھے ہو۔"

"تھی... ہاں! لیکن ایسا بھی چند منٹ پہلے ہی ہوا ہے۔"

"اوہ نہیں..."

ان کے لباس میں خوف تھا...
ان کے لباس میں خوف تھا...

"لگ... کیا ہو الباجان۔"

"میں نے تو تمیں یہ مت پہلے بھی دیا تھا۔"

"سیاہ پوش نے ہمارا راستاروک لیا تھا۔"

"اوہ نہیں... یہ لوگ تو یہاں سے چند منٹ کے قابے پر
ہیں... ان کی فوج تو پھر آئی ہی ہو گی۔"

"ہی!!!"

وہ چلا شے... ساتھ ہی ڈالی نے ان پر چھلانگ لگادی۔
☆☆...☆☆...☆

منگل

"فوج تو جب آئے گی... آئے گی اسکی جشید... پسلے تم
مجھ سے مقابلہ کرلو... تم لوگوں کے لیے تو میں ہی کافی ہوں۔"

یہ الفاظ اس نے چھلانگ لگاتے ہوئے کے تھے... اور پھر وہ
اس بڑی طرح اسکی جشید سے کفرانی تھی کہ وہ اچھل کر دور جا کر
گرتے نظر آئے... ساتھ ہی وہ ساکت ہو گئے...
انہوں نے وہ کھلا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا... لیکن

ان کے پاس اس کا بھی وقت کمال تھا... روشنی تو دوسری چھلانگ لگا بھل
تھی... اور اس بار محمود سے کفرانی تھی... محمود کی سیدھتیں، فاروق
کم احترا... اللہ اولہ بھی پیٹ میں آکیا... وہ عزم سے گرے اور پھر نہ
انہوں کے...
چلا کی۔

"ارے باپ رے... انکل جلدی سے پکھے کریں۔" فرزانہ
کمال کی اچھل کو دکر رہی تھی... مس یوں لگتا تھا جیسے جعلی

"اچھی بات ہے۔" یہ کہ کر پروفیسر داؤڈ نے جیب سے
پکھو نکالنا چاہا... لیکن اسی وقت ان کے سر پر اس کا پاؤں لگا۔

گوندر ہی ہو۔ ایک پل میں اوہر تو دوسرے پل میں اوہر... ابھی
پروفسر گئے تھے کہ وہ فرزانہ کے جسم سے نکلائی۔ وہ فرزانہ اوچا
اچھی... اس نے فرزان کو دو تنوں باتھوں پر روکا اور اوچا اچھال دیا...
فرزانہ بالکل سیدھی لوپ گئی... پھر جو نہیں پر گری... اس نے
ایک خوب کراس کے پسلوں میں رسید کر دی... فرزانہ کے منہ سے چیز
نکل گئی...
اب میدان میں صرف خان رحمن رہ گئے... وہ ان کے

سامنے چاکر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر بولی

"آپ کا کیا پروگرام ہے۔"

"وہی... جوان کا۔" وہ لے۔

"آپ کی آنکھوں میں خوف نہیں دیکھ رہی ہوں۔"

"میں ایک فوجی ہوں..." انسوں نے سپاٹ لپجے میں کہا۔

"تو پھر یہ لیں۔"

یہ کہ کراس نے سیدھا باتھ ان کے سینے پر مارا... وہ فورا
بچک گئے... باتھ سینے کے جائے... ان کے کندھے پر لگا... انہیں
یون محسوس ہوا جیسے کندھے میں کوئی تیز دھار والا آلہ داخل ہو گیا
ہو۔

ان کے منہ سے ایک چیز نکل گئی... اور پھر وہ گرتے چلے
گئے۔

"انھوں جائیں پھر... اب اور ڈرامات کریں۔" زردوں نے پس

کر کہا۔

"ہاہاہا۔" سیاہ پوش کا قفقہ گونج اٹھا... ان میں تھے جو
تحوزے یہتھوں تھے... ان کے ہوش اس قفقہ نے بالکل
ازادی... وہ سوچ کبھی نہیں بکتے تھے کہ پلاٹاں بھی زندہ ہے... نہ
صرف زندہ ہے بلکہ وہ توزخی ہواں تھیں تھا... ذرا ماکر ستارہ اٹھا۔

"اگر تم ن آ جاتیں تو میں اس ڈرامے کو بھی اور جلوں دیتا...
چلو خیر... ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے، پلے تھے... تھبھر بادا کو جمع
کرنے... جس کیا جائیں... یہ لوگ تھبھر بادا... کنپش روپی اور کر غل
ڈو گلے کو بھی بھی لکھتے نہیں دے سکتے... کرع ڈو گلے کو بھی
سکتے نہیں پہنچے۔" یہ سکر کراس نے اوہر اور دیکھا... انھوں کروہ پلے
کھڑا ہو چکا تھا۔

"میں آپ کا ہوں..."

انہوں نے بوڑھے سردار کی آواز سنی... اب تو مارے جیڑت
کے ان کی حالت خراب ہو گئی...

"ان سب کو باندھ دیا جائے... فوج کے آئے سے پلے ہی
ہیں اپنا کام پورا کر لیتا جائے... اس کے بعد فوج کو اس طرح متقرر
کرنا ہے کہ ان کی خفیہ فورس کے پرچمے اڑ جائیں... اور انہیں ہوش
میں بھی لا دیا جائے... تاکہ انہیں جیڑت کے سمندر میں غرق
ہوتے بھی دیکھ سکیں اور قفقہے لگا سکیں۔"

"اوے کے سر۔"

بازن طیں کے لوگ بوروں کی بستی کے رہائشی ہیں... گیوں کے بھی
لوگ ادھر کا اٹھا اپنے ساتھیوں تک پہنچا سکتے ہیں... جو خالتان کے
مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں۔"

"نہ... نہیں... نہیں۔" اسکر جمیں مارے خوف کے
پلے۔

"اب تم موت سے ذرر ہے ہو... رونی بھی۔"

"یہ بات نہیں... میں اپنی خیر فورس کے لیے پریشان
ہوں... ان لوگوں کو گویا خود ہم نے موت کے مت میں بلایا ہے۔
انہوں نے کانپتی آواز میں کہا۔

"اس میں تو خیر کوئی نہیں... اور اب ماتم کرو اپنی بے
وقتی کا۔"

"ہم لوگ ماتم نہیں کرتے... ماتم حرام ہے... کسی کے
مرنے پر بھی ہم توہس صبر کرتے ہیں... آنکھوں سے آنسو بھی خاموشی
سے بھاتے ہیں... آواز سے روئے... لکن کرنے... بال تو پھر چینے
چلانے سے ہمارے نبی کریم حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔"
یہ کیا ذکر لائیتھے تم۔" بایو اپلا احمد۔

"شاید تمیں بر الگا... اس کا مطلب ہے... تم و نیا نی پسیں
ہو... بازن طیں ہو۔"

"یہ... یہ کیسے اندازہ لگایا تم نے۔" وہ زور سے اچھا۔

"ایسے ذکر پر... ایسی باتوں پر چہ ما بازن طیں کا کام ہے۔"

نہ جانے کس کس سمت سے سلح افراد کلکل کر ان کے
آس پاس مجع ہو گئے اور لگے انہیں بدی طرح باندھتے... ایسے میں
بوزھے نے کہا:

"لہنی بہت احتیاط سے باندھتا... یہ لوگ رسیاں کاٹ دالنے
باکھوں لینے کے بھی بہت ماهر ہیں۔"

"آپ ان لوگوں کو گھیر ڈالا کر اس طرف کیسے لے آئے۔"
ایک باندھتے دالے نے کہا۔

"اس کے لیے بہت پسلے منسوبہ مددی کر لی گئی تھی۔" بادر
ہس پڑا۔

امیں تکملہ طور پر باندھ دیا گیا... پھر ہوش میں لا یا کیا...
کچھ تو ہوش میں تھے ہی... اب سب تکملہ طور پر ہوش میں آگے...
اس وقت بوزھے سردار نے کہا۔

"ان کی فورس کے آئے میں کتنا وقت باقی ہے۔"
قریباد و گھنٹے لگیں گے۔" بادر ایوال۔

"اور ہماری فوج آیا گی ہے... اول تو بستی کے لوگ ہی
کیا کم ہیں۔"

"کیا مطلب... بستی لوگ۔" خان رحمان بوکھلا اٹھے۔
"بال اے بے وقوف لوگوں... اس بستی کے لوگ...
بوروں کی بستی اب مسلمانوں کی بستی نہیں رہ گئی... ہم اس
بستی کے تمام مسلمانوں کو پسلے ہی فتح کر پکے ہیں اور اب و نیا اور

”خشم کرو... ہم تمہاری ایسی باتیں نہیں سن سکتے... ان کے منہ پر نیپ چپکا دو... سب کے منہ پر... تاکہ یہ منہ سے آواز بھی دنگاں نہیں...“ باید اتنے بندہ آواز میں کہا۔
”لو کے سر۔“

پھر ان سب کے منہ پر نیپ چپکا دی گئی۔

”اب تم صرف سنو گے... آج کا دن تمہارے لیے صرف سننے کا دن ہے... سنانے کا نہیں... اور پھر سننے کے بعد چپ چاپ مر جانے کا... کیوں... یہ کیسی کامیابی ہے... ہم تم لوگوں کو واحد گھیر کر لائے چیز... دارالحکومت میں پکھو اخبارات اور رسانے والے شائع ہو رہے ہیں... یہ ہمارے اپنے ہیں... وہ خفیہ طور پر ہمارے لیے کام کر رہے ہیں... ان میں ہم نے ایسی خبریں شائع کرائیں کہ ایسکے جمیشی کے کان کھڑے ہو گئے... وہ محسوس کرنے لگے... لوگوں کی بستی میں ضرور کوئی گزرا ہے.. لہذا اس کا جائزہ لینا چاہیے... چنانچہ اپنی عادت کے مطابق ایسکے جمیشی تم نے یہاں کا پروگرام خفیہ طور پر بنایا، اپنے ساتھیوں کو بالکل بے خبر رکھا۔ باحد سیر کا پروگرام بھی خود ان کی طرف سے تسبیب دیا گیا۔ جگہ کامام ضرور تم نے تجویز کیا... اور گاڑی خود تم چلا رہے تھے... لہذا اس جگہ سڑک پر تم نے جان بلا جھ کر گاڑی میں کوئی خرافی پیدا کر دی... اور اتر آئے... میں تو پہلے ہی شر سے روپورث مل پہلی بھی کر ڈکھا رہے ہیں... لفڑا ہم نے پوری طرح ڈراما کرنے کا پروگرام تسبیب دے ڈالا... میں ذرا الطف لینے

کے لیے... ورنہ... جب تم گاڑی سے اتر کر جگل کی طرف آئے... تو کیا ان درختوں پر چینچوں ان گفت لوگوں کی گولیوں سے تم جسکتے تھے... اس لیے کہ ہمارے پاس یہاں اسلو ہی بھاری معتقد ارٹس موجود ہے... ہم چند راکٹ لاٹھر پلاتے اور آپ لوگوں کے چھپڑے اڑ جاتے... لیکن ہم نے سوچا... ذرا امزہ رہے کا... ایسا کھیل ایسکے جمیشی دوسروں سے کھیلتے ہیں... آئن کیوں نہ ہم ان سے کھیلیں... چنانچہ ہم نے تم لوگوں کے ساتھ کھیل کھیلا... اب دیکھ لو... چاروں طرف لوگوں کی بستی کے لوگ تمہارے سروں پر کھڑے ہیں... یہ ہمارے ایک اشارے کے مخفر ہیں... تم لوگوں کی بیان نوچ میں گے... لیکن ابھی نہیں... ایسکے جمیشی... ہم چاہتے ہیں... مر نے سے پہلے تم اپنی خفیہ فورس کا اتحاد بھی سن لو۔“

”لیکن...“ ایسکے جمیشی کی آواز کو نجات دی۔

”لیکن کی؟“ باید ادا لالا۔

”لیکن... جیسی یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی۔“

”تم لوگ دنیا کی نظر وہ میں بہت چیختے ہو... اور اس سے زیادہ بازنطن میں حکومت کی نظر وہ میں اور اس سے بڑھ کر اشارہ جو، میکال اور شار جستان کی نظر وہ میں میں... یہ سب طاقتیں... صرف اور صرف تمہاری موت چاہتی ہیں۔“

”تو کیا یہ بات حرمت کی نہیں۔“ ایسکے جمیشی مکارے۔

”گون کی بات؟“ باید اسے مدد اسماںہ بنایا۔

"یہ اتنی طاقتیں صرف اور صرف ہماری موت چاہتی ہیں اور ہم پھر بھی اللہ کی مریانی سے زندہ سلامت ہیں۔"

"اسی لیے تو پہ پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔"

"اللہ کی مریانی سے ہم زندہ ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"ہمارے پروگرام کی وجہ سے۔" زوفی نے ٹھری کہا۔

"خیر خیر... دیکھا جائے گا۔"

"اب تم کیا دیکھو گے... دیکھنا ہے تو ہماری فوج کا یہاں سے گزرنا دیکھو... پوری فوج کو ان کے سامنے سے گزار کر سڑک کی طرف لے جایا جائے... اور سڑک کے دونوں طرف درختوں کی اوٹ میں اس طرح یہ زیشان لی جائے کہ اپنا ایک آدمی بھی شائع نہ ہو اور خیہ فورس کا ایک آدمی بھی شریق پائے۔"

"ایسا ہی ہو گا سر۔" ایک بولا۔

ایسے میں چند ہواں فارزوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"فوجی آگئے سر۔"

"ٹھیک ہے... تم لوگ جاؤ... اور انہیں اپدالیات دو... اپنی طرح سمجھادو۔"

"اور آپ... ان کے پاس رہیں گے۔" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں کیوں... گیا یہ اس حالت میں بھی خطرناک ہیں۔"

"ہاں سر... یہ ہر حالت میں خطرناک ہیں... میں مردہ

حالت میں یہ خطرناک نہیں ہیں۔"

"تم فکرنے کرو... ہم آج ان کی ساری خطرناکی نکال دیں گے... اس سے زیادہ بہت سے یہ کب پہنچنے ہوں گے۔"

"اوکے... سر۔"

اور پھر انہوں نے فوج کے گزرنے کا منتظر اپنی آنکھوں سے دیکھا... وہ اس قدر بعد یہ اسلئے سے لیس تھے کہ ان لوگوں نے اس جیسا اسلو ابھی تکل نہیں دیکھا تھا۔ بمشیع... قورس کا کیا تھا گا۔" خان رحمان نے ڈوبتی آواز میں ٹھنڈا۔

"الله مالک ہے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"یاں واقعی... اللہ مالک ہے۔"

"اگر ان کا وقت آگیا ہے اور ہمارا وقت آگیا ہے... تو ہم کریں کیا سکتے ہیں... اس موقع پر ایک واقعی یاد آگیا... نبی کریم ﷺ کے زمانے کا واقعہ... وہ سن لو... دلوں کا ہمارا س ہو گی۔"

"ضرور سنائیں... یوں بھی اس وقت ہمیں کوئی کام نہیں ہے... بلکہ ہم اس وقت کوئی کام کرنے کے قبل ہی نہیں ہیں۔" محمود نے کہا۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... سنو... حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ... ہماری بستی ابھی اسلام لائی ہے... بھیں دین

پھر وہ سے زخمی کیوں نہیں ہوئے... اور وہ جو خون بیٹا رہا تھا... وہ
کیا تھا۔ ”

” وہ سب ڈراما تھا... خوشی حاصل کرنے کا ذریما... صبر سے
تم پروف لباس کے ساتھ جانوروں کے خون کی تحلیلیاں بھی موجود
تھیں... پھر لگنے سے وہ تحلیلیاں چھپتیں۔ ”

” اودا اودا... اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ”

” تم لوگوں سے ہم فخر تھیں اس حد تک کرتے ہیں... کہ
جتنے بڑے بڑے ڈرامے کر رہے اہلیں... کریں۔ ”

” حد ہو گئی... ” فاروق جل گیا۔

” وہ تو ابھی ہو گی۔ ”

” کوئی پروائی نہیں... یعنی ایک بات تم لوگ ہمیں لکھ لو۔ ”
ان پسندیدہ سکرائے۔

” لکھ پکے ہیں... بلکہ ٹیاری بھی کر پکے ہیں۔ ” باہر اپنا
” کیا مطلب... میں نے بات بتائی نہیں... تم نے لکھ کے
لی۔ ” وہ اور حیر ان ہو کر ہے۔

” میں... دیکھ لو... آگر دیکھنا چاہئے ہو۔ ”

” میں... میں کچھ نہیں دیکھنا چاہتا۔ ”

” تمہاری مرضی۔ ”

اور پھر فوج تمام کی تمام گز رہ گئی... اس وقت باہر اتے کہا۔
” کیا خیال ہے... ان پسندیدہ... کیا تمہاری بے خبر خیز

کی تعلیم کی بہت ضرورت ہے... ہم سب کو بالکل کچھ معلوم نہیں...
لہذا آپ ہمارے ساتھ اپنے کچھ لوگوں کو بھیج دیں... جو ایک دین
سکھا سکتیں... آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کی اور ان کے
ساتھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیج دیا... جب کہ یہ
لوگ ابھی کافر تھے اور دعویٰ کا اینی کی نیت سے آئے تھے... اپنے
ملا قیم میں ہٹک کر انہوں نے ان ستر صحابہ کرام کو غیر لیا اور قتل کر
ڈالا... ان ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شادست کا آپ ﷺ کو بعد
درپتے رنج ہوا... آپ ﷺ نے ان کے قاتلوں کے لیے مسلسل بد
وعاف فرمائی... یہ واقعہ یہ مونہ کے قریب بیش آیا... یعنی مسلمان
حذرات کو مونہ ہای کنوں کے پاس شہید کیا گیا... لہذا سیرت کی
کسوں میں اسے بر مونہ کا واقعہ لکھا جاتا ہے... تو دیکھو... ایسا ہی ہوا
ہے... اگر آج جو کوئی سے ہماری فورس کو شہید کر دیا تو ہم بر مونہ
کے شداؤ کو یاد کر کے صبر کریں گے۔ ”

” ارے بھائی.. تم صبر کرنے کے لیے کب زندگہ رہو گے۔ ”
بوڑھا سردار پہنچا۔

وہ فوج کو گزرتے دیکھتے رہے... تعداد میں بھی وہ فورس سے
کمی گناہ تھے اور پھر درختوں کی اوٹ میں پوزیشن لیے ہوئے کی صورت
میں فورس کے چڑھ جانے کا امکان ایک فیصد بھی نہیں رہ گیا تھا...
انہیں اپنے دل پیشئے محسوس ہوئے۔
” ابھی تک ایک بات سمجھ میں نہیں آئی... آخر صفر بیلا ابھارتے

فورس اس فوج کا مقابلہ کر سکے گی... جب کہ یہ ہوں گے بھی
ورختوں کی اوٹ میں... اور اس سڑک پر درخت بے تحاش ہیں۔
”ہم کچھ نہیں کر سکتے...“ مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔
”لیکن ہم تمہیں بتا سکتے ہیں...“

”کیا بتاتے ہیں۔“ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

”نمیک ایک سختے میں فورس یہاں پہنچے گی... اور سب کی
سب ایک ہی وقت میں ہمارے فوجیوں کا نشانہ من جائے گی... وہ اس
مطرب کر فوجی سڑک پر دو رہت دو رجک پہنچتے چار ہے ہیں... فورس
کی آخری گاڑی جب آخری فوجی نجک پہنچے گی... جب وہ اس طرف کے
پلے فوجی کو اشارہ دے گا... باندھے اشارہ سب کے لئے ہو گا... اس
وقت... ایک ہی وقت میں پوری فورس کو نشانہ بناؤ الاجاءے گا۔“

”تن... نہیں۔“

انپکٹر جمشید کی جنگ میں بنا کا خوف سوت آیا۔

”اور انپکٹر جمشید... یہ بھی سن لو... اس پر وکرام کی رسیرس
پسلی ہی کر لی گئی ہے... یہ سب ہمارے پر وکرام کے عین مطابق ہو
گا۔“

”تن... نہیں۔“ وہ پھر چلا گئے...“

”ہاں بالکل... اب تک ہر کام ہمارے پر وکرام کے میں
مطابق ہوا ہے... لو... دیکھو لو... ہم نے تمہارے لیے جنگل میں مغل
کا پر وکرام ترتیب دیا ہے... جنگل میں ایک ویڈیو فلم دیکھنا شروع

کرنے... تاکہ یہ ایک گھنٹا گزارہ تمہارے لیے مشکل نہ ہو... یہ قلم
جمہیں ملتے گی... کہ ہم نے کیا پر وکرام ترتیب دیا تھا... اس
پر وکرام کی ایک ایک تفصیل اس قلم میں نظر آئے گی... یہاں تک کہ
آخری سین فورس کی تباہی کی تفصیل بھی تم دیکھ سکو گے۔“

”تف... فورس کی تباہی۔“ فاروق چلا انجما۔

”کوں... ہے تا یہ کی ہوں کا ہم۔“ اس نے طریقہ انداز
میں کہا۔

”تن... نہیں... نہیں... نہیں... نہیں۔“

”سب چلا اٹھے... ایسے میں باہدرا کی جیب میں رکھ
ڑا سکھ پر نوں لوں کی آواز گونج آئی... وہ زور سے چوٹکا۔“

